کیا کثرتِ عبادت بدعت ہے؟
(تصنیفِ لطیف)
حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین بشیراً ونذیراً o

والصلٰوة والسلام علی من ارسله الی کافة للناس داعیاالیه باذنه سراجاً منیراً o

وعلی اله وصحبه الذین جزاهم الله جنة وحریرا o

امابعد! اِنقلابِ زمانہ (زمانہ کی گردش) اور نَیرَنگیِٔ **روزگار** (قسمت کی گردش) سمجھئے یا شُومئِ قِسمت (بد نصیبی) یا پھر قُربِ قیامت پر محمول کیجئے کہ خَیرُالاَدْیان (دینِ اسلام) کی روح کو بِدعَت اور اپنی اِیجاد کردہ بدعات کو سُنَّت گردانا (سمجھا) جارہاہے۔ غیر مُقلِّد اپنی سابِقہ روایات پر اَہلِ سُنَّت کو بِدعتی اور اپنے آپ کو موَحِّد (توحید پرست) ظاہر کرنے کے لئے لکھ مارا یہ بڑی بڑی عبادات اور کثرتِ سُجود و قیام اور شَب بیداری اور قرآن خوانی میں اتناد لچسپی کہ شب بھر میں نہ صرف ایک بلکہ خَتْمات (مکمل قرآن کے پڑھنے) تک نوبت پہنچ جائے سب کی سب بدعت ہیں۔ بجائے ثواب کے عذاب ہوگا چونکہ فقیر کے اَسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ پر یہ غلیظ حملہ ہے اسی لئے فقیر کے قلم کو جُنبِش آئی تو یہ تحریر پیش کردی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

مقدمہ

کثرتِ عبادت اسلام کا مقصدِ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پارہ۲۷، سورۃالذاریات، اٰیت۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اسی عبادت کی کثرت سے انسان کو قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے چنانچہ حدیثِ قُدسی [1] میں ہے: يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه [2]

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کثرتِ ذکر کا حکم فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا (پارہ۲۲، سورۃالاحزاب، اٰیت۴۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔

نبی اکرم ﷺ اپنی اُمت کو اسی کثرتِ عبادت کی تَلْقِین (ہدایت) فرماتے رہے۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ ﷺ سے جنت کی رَفاقَت (مصاحبت) کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں یہی فرمایا:

فأعني على نفسك بكثرة السجود [3]

---

[1] (علم حدیث کی اصطلاح میں 'حدیث قدسی' رسول اللہ ﷺ سے منسوب اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ روایت کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں، یعنی اس کی سند اللہ تعالیٰ تک بیان کی جاتی ہے۔ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کے لیے ''متکلّم'' کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔)

[2] (صحيح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، 105/8، الحديث 6502، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[3] (صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، 353/1، الحديث 489، دار إحياء التراث العربي بيروت)

یعنی کثرتِ سجود سے میری مدد کیجئے۔

اور یہ غیر مُقلّد کثرتِ عبادت کو اس لئے بدعت کہہ بیٹھے کہ اَحناف اپنے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کثرتِ عبادت پر نازاں(ناز کرنے والے) ہوئے تو اُنہوں نے حَنَفِیَّت کے خلاف تعصباً کثرتِ عبادت کو بدعت کہہ دیا تا کہ ثابت ہو کہ جتنے اولیاء اللہ بکثرت عبادت کرنے والے گزرے ہیں تمام کے تمام بدعتی ہیں لیکن چونکہ بے سوچ سمجھے یہ فتویٰ دیا اسی لئے انہیں یہ فتویٰ مہنگا پڑا مگر ضد کے پکے ہیں اسی لئے ضد نہ چھوڑی لیکن اس ضد سے اُنہیں دنیا عالم سے رسوائی اُٹھانی پڑی اور آخرت کی سزا تو ہو گی بھی سخت۔

بدعت کی تحقیق

اب ہم ناظرین کو بدعت کی تحقیق پیش کرتے ہیں تا کہ ان کی بدعت کی رَٹ ہٹ (ضد) مُتَصَوَّر (تصور کے قابل) ہو تحقیق تو ہم نے الصمة اور تحقیق البدعت میں لکھی ہے یہاں مختصراً عرض ہے۔

اقسام بدعت: معلوم باد کی بدعت کی دو قسم ہیں بِدعتِ لُغَوِی اور بدعت شَرْعِی۔ بدعت لُغَوی وہ ہے جو عادتاً یا عبادتاً نئی بات ہو اور بدعت شرعی وہ ہے کہ بعدِ زمانہ صحابہ بدونِ اِجازتِ شارِع (بغیر شارع علیہ السلام کی اجازت) کے جو کہ نہ قولاً ہو نہ فعلاً نہ صراحتاً نہ اشارۃً کوئی بات عبادت میں زیادہ یا کم کی جائے اور حدیث میں جو وارد ہے: کل بدعة ضلالة [4]

اس سے یہی مراد ہے۔ نہ معنیٰ لغوی اور سعد الدین تفتازانی ز شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:

البدعة المذمومة هو المحدث في الدين من غير أن يكون في عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه الدليل الشرعي

یعنی بدعتِ مَذمومہ وہ ہے جو دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جائے اس طرح کے زمانہ صحابہ اور تابعین میں اس کا وجود نہ ہو اور نہ اس پر دلیل شرعی قائم ہو اور یہ بھی شرح مَقاصد میں ہے۔

ومن الجهلة من يجعل كل أمر لم يكن في زمن الصحابة بدعة مذمومة وإن لم يقم دليل على قبحه [5]

یعنی بعض جاہل ایسے ہیں کہ جو کام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں نہ تھا اسے بدعت کہتے ہیں۔

اگر چہ اس کی قَبَاحَت (خرابی) پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ مفاتیح الجنان شرعة السلام میں ہے:

---

[4] (سنن ابن ماجه، افتتاح الكتاب في الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، 15/1، الحديث 42، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

[5] (شرح المقاصد، بسم الله الرحمن الرحيم، 271/2، دار المعارف النعمانية، سنة النشر: 1401 هـ 1981 م)

المراد ان كل بدعة فی الدين كانت علیٰ خلاف مفاهجهم وطريقتهم فهو ضلاته و الا فقد حققوا من البدعة ماهی حسنة مقبولة كالا شتغال بالعلوم الشرعية وتدوينها ومنها ماهی سيئة مردودة وهی ما احدثه بعضهم علےٰ خلاف مناهجهم بحيث لو اطلعوا عليه لانكروه۔[6]

یعنی مراد یہ ہے جو بدعت خلافِ طریقہ خُلَفَاءِ راشدین اور تابِعین اور تبع تابعین کے ہے وہ ضَلَالَہ (گمراہی) ہے ورنہ علماء نے تَحْقِیق ثابت کیا ہے کہ بعض بدعتِ حَسَنَہ مقبولہ (احسن بدعت) ہے جیسے عُلومِ شَرعِیَّہ میں مشغول (مصروف) ہونا اور اُسے مُدَوَّن (مرتب) کرنا اور بعض بدعتِ سَیِّئَہ مردُودَہ (بری بدعت) ہے یعنی جو زمانہ خَیرُالقُرون (عہد رسالت اور خلفائے راشدین کے زمانہ) کے بعد حادِث (ظاہر) ہو اور مذکورہ بالا بزرگوں کے طریقہ کے بھی خلاف ہے کہ اگر وہ اس حضرات سے آگاہ ہوتے تو اسے ناپسند فرماتے بلکہ اسے رد کر دیتے۔

بدعت واجبہ حسنہ: طریقہ محمدیہ میں بدعت کے کئی اقسام لکھے ہیں۔[7]

(۱) مُبَاحَہ (وہ کام جو شرعاً حلال ہو نہ حرام) جیسے میدہ کی روٹی یا شِکم سیر (پیٹ بھر کے) کھانا۔

(۲) مُستَحَبہ (ایسا فعل جس کے کرنے پر ثواب ہو اور نہ کرنے پر کچھ عذاب نہ ہو) جیسے مدارِس اور مساجِد کے مینار بنانا اور کتابیں تَصْنِیف کرنا۔

(۳) بدعتِ واجبہ جیسے گمراہ فرقوں کو دلائل عقلیہ پیش کرنا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ بدعت کے دو معنی ہیں۔

(۱) لغوی وهو المحدث مطلقاً عادةً وعبادةً[8] یعنی ہر نئی شے مطلقاً عادۃً یا عبادۃً۔

(۲) شرعی وهو الزيادة فی الدين و انقصان منه الحادثان بعد الصحابة بغير اذن الشارع لا قولاً ولا فعلاً ولا صريحاً ولا اشارة[9]

یعنی بدعت دین میں ایسی کمی بیشی کرنا جو صحابہ کے بعد ہو جس میں شارِع کی کوئی اِجازت نہ ہو نہ قول سے نہ فعل سے نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔

اور حدیقه ندیه شرح طریقه محمدیه میں ہے:

فما حدث منهم فی زمنهم فليس ببدعته والبدعة ماحدث بعد زمان التابعين وتابعيهم[10]

---

[6] (مفاتيح الجنان في شرح شرعة الإسلام للإمام زاده الحنفي. الفصل الاول فی التحريض على اتباع سنة سيد المرسلين من الكتاب و الحديث. 13/2. دار الكتب العلمية)

[7] (الحديقة الندية. 317/1. دار الكتب العلمية.)

[8] (الحديقة الندية. 314/1. دار الكتب العلمية.)

[9] (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية. 316/1. دار الكتب العلمية.)

[10] (الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية للشيخ زين الدين الرومي .... 315/1. دار الكتب العلمية.)

یعنی وہ بدعت جو زمانہ خلفاءِ راشدین میں پیدا ہو وہ بدعت نہیں ہاں جو قرون ثلٰثہ کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے۔

فائدہ: حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اَقدس میں جو اَمر (کام) ہوا خواہ آپ ﷺ نے خود کیا یا صحابہ کرام نے کیا یا آپ کو کسی اَمر کی اِطلاع (خبر) ملی اور آپ ﷺ نے اسے نہ روکا وہ بِالاِتفّاق (سب کے نزدیک) بدعت نہیں اور جو اَمر حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ تھا بعد کو حادِث ہوا تو وہ لُغوی بدعت ہے اس کی دو قسمیں ہیں کیونکہ وہ اَمر یا قَبیلِ عَادت (عادت کی قسم) سے ہے یا قَبیلِ عبادت (عبادت کی قسم) سے۔ اگر قسم اول (پہلی قسم) ہے تو وہ بدعتِ ضَلَالَہ نہیں جب تک اس کے قُبح (برائی) پر کوئی دلیلِ شرعی قائم نہ ہو جیسے مَاکُول (کھانے والی چیزیں) مشرُوب (پہننے والی چیزیں) ملبُوس (کپڑے) وغیرہ میں نیا طریقہ اِحداث (ایجاد) کرنا اور اگر قسم ثانی ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ وہ اَمر زمانہ صحابہ میں حادث ہوا ہے اس طور (انداز) سے کہ اس کو کل (تمام) صحابہ یا بعض صحابہ نے کیا ہے یا ان لوگوں کے زمانہ میں وہ فعل کیا گیا اور وہ لوگ جانتے تھے۔ دوم یہ کہ امر زمانہ تابعین میں حادِث ہوا ہے۔ سوم یہ کہ وہ امر زمانہ تَبَع تَابِعین میں حادِث ہوا ہے۔ چہارم یہ کہ تابعین کے شَرُّ القُرون میں وہ اَمر حادِث ہوا ہے۔

صورتِ اولیٰ میں دو نوع (قسمیں) ہیں۔ نوع اول (پہلی قسم) یہ ہے کہ جو امر زمانہ تابعین میں حادث ہوا اس کو صحابہ نے ناپسند کیا ہو بلکہ اس کو رد کر دیا تو وہ بدعتِ ضَلَالَہ ہے جیسے خطبہ پڑھنا، قبلِ نمازِ عیدین کے مروان نے ایجاد کیا اور ابو سعید خدری نے اس سے انکار کیا اور جیسے حالت خطبہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا بشر بن مروان نے ایجاد کیا اور عمارہ نے اس کو ناپسند اور رد کیا اور نوع ثانی (دوسری قسم) یہ کہ اس کو سب لوگوں نے پسند کیا ہو اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا تو وہ بدعتِ ضَلَالہ نہیں بلکہ وہ بدعتِ حَسَنَہ ہے اور بدعت کا اِطلاق اُس پر لغتًہ ہے نہ شرعاً۔

جیسے جمعہ کے پہلے اذان حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایجاد کیا اور سب صحابہ نے پسند کیا اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا اور جیسے تَعَدُّدِ نمازِ عیدین (متعدد عید کی نماز) ایک شہر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد کیا اور جیسے مسجد میں بیٹھ کر وَعظ (بیان) کہنا تمیم داری نے شروع کیا اور کسی صحابہ نے اس کو ناپسند نہیں کیا جیسے رمضان میں بیس (۲۰) رکعت تراویح کے لئے جمع ہونا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حادِث ہوا اور اس کو سب لوگوں نے پسند کیا اور بے شک عقل بھی اس امر کی مُقتَضِی (تقاضا کرتی) ہے کہ جو امر زمانہ صحابہ میں بلا نکارت حادث اور شروع ہو اُس کو بدعتِ ضَلَالَہ نہ کہیے۔[11] اس لئے کہ حدیث وارد ہے: اصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم او عليكم بسنتي وسنته الخلفاء الراشدين[12]

اور خير القرون قرني ثم الذين يلونهم [13]

اور ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسنا ور صلاة ثانيه و ثالثه [14] کو صورۃ اولیٰ پر قیاس کرنا چاہیے۔

---

[11] (إقامة الحجة، باب الاصل اول، جلد 1 ص 25 الی 27.)

[12] (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ: باب الفصل الثالث، 1696/3، الحديث 6018، المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة، 1985)

[13] (صحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور إذا أشهد، 171/3، الحديث 2651، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ)

[14] (المعجم الكبير، باب خُطْبَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَمِنْ كَلَامِهِ، 112/9، الحديث 8583، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

یعنی جو امر زمانہ تابعین یا تبع تابعین میں حادث ہوا گر انکار کے ساتھ ہے تو بدعتِ ضَلَالَہ ہے اور اگر بِلاِانکار (انکار کئے بغیر) ہے تو بدعتِ حَسَنَہ ہے اور صورتِ رابعہ کو دیکھنا چاہیے کہ کیا کوئی فعل اس کے مِثل اَزْ مِنَه ثلا ثه میں تھا یا نہیں اور وہ فعل تحتِ قاعدہ کُلِّیہ شَرعیہ کے داخل ہے یا نہیں۔

بَرتَقدیرِ ثانی بدعتِ ضَلَالَہ ہے اگرچہ ایسا فعل کسی صاحبِ فضیلت سے بھی صادِر ہو اور بَرتَقدیرِ اوّل بدعتِ حَسَنَہ ہے کیونکہ بدعت شرعاً وہ ہے جو قُرونِ ثَلاثَہ [15] میں نہ ہو اور اُصولِ شرع میں سے کوئی اصل اس میں نہ ہو۔

باب ۱

دورِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں کثرتِ عبادت کا وجود

مخالفین کو اسلامی قَواعد کے مطابق ہم نے بدعت کی تحقیق دکھادی اب لیجئے دورِ صحابہ کا عمل......

(۱) حافظ ابو نُعیم اصفہانی حلیة الاولیاء میں بَسَندِ مُتَصِّل [16] روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہیں سوتے تھے۔ [17]

(۲) ابن کثیر نے اپنی تصنیف البدایہ نہایہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عوام کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ کر گھر میں جاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے دنیا سے رُخصت (انتقال) ہوئے تو روزہ دار تھے اور ہمیشہ صائِم الدَّہر (ہمیشہ روزہ رکھنے والے) رہے۔ [18]

(۳) ابو نُعیم حلیة الاولیاء میں بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر تمام رات عبادت کرتے اخیرِ شَب (رات کے آخری وقت) میں اپنے خادم نافع سے پوچھتے کیا صبح ہوگئی؟ اگر نافع جواباً کہتے کہ نہیں تو پھر نماز میں مشغول ہو جاتے پھر نافع سے پوچھتے کیا صبح ہوئی؟ نافع کہتے ہاں تو آپ اُس وقت سے نمازِ صبح تک دعا و اِستِغفار میں مشغول ہو جاتے۔ [19]

(۴) ابو سعید سمعانی اپنی کتاب الانساب میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کرتے تھے اور بسا اوقات ایک آیت صبح تک پڑھتے رہتے تھے۔ [20]

---

[15] (قرن اول سے مراد دور رسالت قرن ثانی سے مراد دور صحابہ اور قرن ثالث سے مراد دور تابعین ہے)

[16] (وہ حدیث جس کے تمام راوی ایک دوسرے سے متصل ہو۔)

[17] (حلية الاولياء، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَثَالِثُ الْقَوْمِ الْقَانِتُ ذُو النُّورَيْنِ، .56/1،دار الكتاب العربي –بيروت)

[18] (البداية النهاية، باب خبر سلمة بن قيس الاشجعي و الاكراد،135/7،دار الفكر، عام النشر: 1407 هـ 1986 م)

[19] (حلية الاولياء، مواظبته على قيام الليل،304/1،دار الكتاب العربي –بيروت)

[20] (الانساب للسمعاني، باب 1541 الداری،282/5،مجلس دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد،الطبعة: الأولى، 1382 هـ 1962 م)

(۵)ابو نُعیم بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ شدّاد بن اَوس جب گھر میں جاتے اور بستر پر لیٹے کروٹیں بدلتے اور نیند نہ آتی تب فرماتے: اے اللہ کریم دوزخ کے ڈرنے نیند کو کھودیا پھر کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔[21]

(٦)بعض شارِحینِ بخاری(بخاری شریف کی شرح لکھنے والے)لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔[22]

یہ باب طَوِیل(بڑا) ہے اہل ِفَہَم(سمجھ والوں) کے لئے اتنا کافی ہے۔

دورِتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

(۱)جامع ترمذی میں بَسَندِ مُسَلْسَلْ مروی ہے کہ حضرت عمیر روزانہ ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے اور ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔[23]

(۲)ابو نُعیم حلیة اولیاء میں بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی شام کو کہتے کہ یہ رات رکوع کی ہے اور تمام شب صبح تک رکوع میں رہتے اور کسی شام کو کہتے کہ یہ رات سجدہ کی ہے پس تمام رات سجدہ میں رہتے۔[24]

(۳)ابو نُعیم حلیة اولیاء میں بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ بڑے عابدین سے تھے اور اپنے اوپر ہر روز ہزار رکعت نماز لازم کرتے تھے۔[25]

(۴)ابو نُعیم بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ مسروق حج کرنے گئے اور شب کو بَجُز حالتِ سجدہ(علاوہ حالتِ سجدہ) کے کبھی نہ سوئے[26] اور ابو عبداللہ ذہبی عبر یا خبار من غبر میں لکھتے ہیں کہ مسروق اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم ان کے وَرَم کر(سوج) گئے تھے اور حج کرنے گئے پس نہیں سوئے مگر حالت سجدہ میں۔[27]

(۵)امام ذہبی اور یافعی فرماتے ہیں کہ اسود رات دن میں سات سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ابو نُعیم بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ اسود ماہِ رمضان میں دو شب(دورات) میں ایک ختم قرآن کرتے تھے اور درمیانِ مغرب اور عشاء کے سو لیتے تھے اور ماسواء رمضان(علاوہ رمضان) کے چھ شب میں ختم کرتے تھے۔[28]

---

[21] (حلية الاولياء، باب شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَمِنْهُمْ ذُو اللِّسَانِ الْمَزْمُومِ، وَالْبَيَانِ الْمَفْهُومِ، صَاحِبُ الْحَذَرِ وَالْوَرَعِ، وَالْبُكَاءِ وَالضَّرَعِ، أَبُو يَعْلَى شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، 264/1، دار الكتاب العربي – بيروت)

[22] (إقامة الحجة، باب ذكر الصحابة المجاهدين فى العباد، 64/1)

[23] (سنن الترمذى، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ، 480/5، الحديث 3415، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م)

[24] (حلية الاولياء، باب اويس بن عامر القرنى سيد العباد و علم الاصفياء، 87/1، دار الكتاب العربي – بيروت)

[25] (حلية الاولياء، باب عَامِرُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ وَمِنْهُمُ الْمُضِرُّ بِلَذِيذِ الْعَيْشِ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ الْمُرَاقِبُ الْمُسْتَحِي السَّالِمُ الْمُسْتَضِيءُ وَقَدْ قِيلَ: إِنَّ التَّصَوُّفَ انْتِصَابُ الِارْتِقَاءِ، وَارْتِقَاءُ الِالْتِقَاءِ، 87/1، دار الكتاب العربي – بيروت)

[26] (حلية الاولياء، باب اويس بن عامر القرنى سيد العباد و علم الاصفياء، 95/2، دار الكتاب العربي – بيروت)

[27] (العبر فى خبر من غبر، باب سنة ثلاث و ستين، 50/1، دار الكتب العلمية بيروت)

[28] (حلية الاولياء، باب اويس بن عامر القرنى سيد العباد و علم الاصفياء، 102/2، دار الكتاب العربي – بيروت)

(۶)ابو نُعیم بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن مُسَیَّب نے عشاء کے وضو سے پچاس برس فجر کی نماز پڑھی۔[29]

(۷)امام ذہبی لکھتے ہیں: عروہ ہر روز چوتھا قرآن پڑھتے تھے اور شب بیداری کرتے تھے۔[30]

(۸)ابو نُعیم بَسَندِ مُسَلْسَلْ روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں تین بڑے عابِد(عبادت گزار) تھے صلہ اور کُلثوم بن الاَسْوَد اور ایک شخص اور۔[31]

(۹)حلیۃ اولیاء بَسَندِ مُسَلْسَلْ مروی ہے کہ سنان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ بخدا میں نے ثابت بَنانی کو قبر میں اُتارا اور میرے ساتھ حمید طَویل بھی تھے جب ہم ان پر مٹی ڈال چکے تو اچانک ایک اینٹ اپنی جگہ سے سَرَک(ہٹ) گئی میں نے دیکھا کہ ثابت بنانی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ مُعاملہ ہے۔

اُنہوں نے کہا خاموش رہو بعدِ فراغت(فارغ ہونے کے بعد) ہم نے ان کی صاحبزادی سے پوچھا کہ تمہارے والد کا کیا عمل تھا اس نے کہا تم نے کیا دیکھا ہم نے تمام ماجرا(حوال) سنایا صاحبزادی نے کہا میرے والد گرامی پچاس برس(سال) سے ہمیشہ شب بیدار(رات جاگتے) رہتے تھے اور ہر شب کو بوقتِ سَحر یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ کریم اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہو تو مجھے بھی عنایت فرمانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے والد کی دعا قبول ہو گئی۔ یہ بھی حلیہ میں ہے کہ ثابت بنانی ایک رات میں قرآن مجید ختم کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔[32]

(۱۰)امام ذہبی نے کتاب عبر میں لکھا کہ امام زین العابدین تادَمِ زِیُست(زندگی کی آخری سانس تک) شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔[33]

(۱۱)حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت قتادہ سات دن میں ایک ختم قرآن مجید پڑھتے تھے اور ماہِ رمضان میں تین دن میں اور عشرہ اخیرہ رمضان(رمضان کے آخری دس دن) میں روزانہ ختم کرتے تھے۔[34]

(۱۲)مراۃ الجنان میں امام یافعی نے لکھا کہ سعید بن جبیر نے ایک رکعت میں خانہ کعبہ میں تمام قرآن پڑھ ڈالا اور ایسے ہی ہلال بن یسار سے بھی روایت ہے۔[35]

(۱۳)حلیہ میں ہے: محمد بن واسع تمام رات قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔[36]

ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم

---

[29] (حلیۃ الاولیاء. باب سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ فَأَمَّا أَبُو مُحَمَّدٍ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ بْنِ حَزْنٍ الْمَخْزُومِيُّ .163/2.دار الكتاب العربي–بيروت)

[30] (تهذيب التهذيب. باب من اسمه عروة.183/7.مطبعة دائرة المعارف النظامية. الهند.الطبعة: الطبعة الأولى. 1326ھ)

[31] (حلیۃ الاولیاء. باب صِلَةُ بْنُ أَشْيَمَ الْعَدَوِيُّ .240/2.دار الكتاب العربي–بيروت)

[32] (حلیۃ الاولیاء. باب ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ .319/2.دار الكتاب العربي–بيروت)

[33] (العبر فی خبر من غبر. باب سنة اربع و ستين.83/1.دار الكتب العلمية بيروت)

[34] (حلیۃ الاولیاء. باب قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ وَمِنْهُمُ الْحَافِظُ الرَّغَّابُ الْوَاعِظُ الرَّهَّابُ قَتَادَةُ بْنُ دِعَامَةَ أَبُو الْخَطَّابِ .338/2.دار الكتاب العربي–بيروت)

[35] (مراۃ الجنان و عبرۃ اليقظان. باب سنة خمس و تسعين.156/1.دار الكتب العلمية. بيروت–لبنان.الطبعة: الأولى. 1417 ھ 1997 م)

[36] (حلیۃ الاولیاء. باب محمد بن واسع.346/2.دار الكتاب العربي–بيروت)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ تواتُر سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کا قیامِ شب (راتوں کا قیام کرنا) اور تہجد اور عبادت اُن کی وجہ انہیں پکارے جاتے تھے وَتَدٌ یعنی میخ (کیل) بوجہِ مُداوَمتِ قِیامِ تمام شب کے (تمام شب کے قیام میں استمرار کی وجہ سے)[37] اور تیس (۳۰) سال اُنہوں نے ایک رکعت میں قرآن شریف ختم فرمایا[38] اور چالیس سال عشاء کے وضوسے فجر کی نماز ادا کی ہے ساری رات ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کرتے تھے اورِ اتنارونا اُن کا سُنا جاتا تھا کہ پڑوسی رحمت کرتے تھے۔[39] حضرت عبداللہ بن المبارک کے سامنے کسی نے آپ کی نِسبت بدکلامی کی (امام اعظم کے بارے میں کسی نے برے کلمات نکالے) فرمایا کہ ٹوٹا (خرابی) ہو تجھ کو تو ایسے بزرگ کی نِسبت بَدگوئی کرتا ہے جنہوں نے پینتالیس (۴۵) سال پانچوں نمازیں ایک وضو سے پڑھی ہیں اور ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے اور جو کچھ فقہ میرے پاس ہے وہ میں نے انہیں سے حاصل کی ہے۔[40]

تیس سالہ روزہ: حسن بن عمارہ نے جب آپ کو بعدِ وفات کے غسل دیا تو روئے اور کہنے لگے اللہ آپ پر رحمت کرے اور آپ کو بخشے تیس سال سے آپ نے افطار نہیں کیا اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا اور علماء کی فَضِیْحَت (رُسوائی) کر دی۔[41]

رات بھر قیام: امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام جارہے تھے آپ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ وہ ابو حنیفہ ہے جو رات بھر نہیں سوتے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا نہیں دیکھتے تم کہ اللہ تعالی نے ایسا ذکر نیک ہمارے لئے مخلوق میں پھیلا یا کیا یہ قَبِیح (بری) بات نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ہم سے جانے اللہ کی قَسم کہ میں نہیں گوارا (برداشت) کر سکتا کہ جو صِفت (خوبی) مجھ میں نہیں اس کو لوگ بیان کریں بس اسی رات سے تمام شب نماز اور تَضَرُّع (گریہ وزاری) اور رونے میں گزارنے لگے۔[42]

پرانی مشک کی طرح: فُضیل بن دکین کہتے ہیں کہ میں نے بہت تابعین وغیرہ کو دیکھا اور ان سب میں امام ابو حنیفہ سے بہتر نماز پڑھنے والا میں نے نہیں دیکھا اور جبکہ وہ نماز کی تیاری کرتے تو روتے اور زاری دعا کرتے جو دیکھتا وہ کہتا کہ اللہ کی قَسم یہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور میں جب ان کو دیکھتا تو مِثل پرانی مُشک کے پاتا شِدَّتِ عبادت کی وجہ سے۔[43]

ایک آیت کا تکرار: روایت ہے کہ ایک رات تمام شب اپنی نماز میں اسی آیت کی تکرار فرماتے رہے۔[44]

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ ، وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، اٰیت ۴۶)

---

[37] (مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، «إِنْ كُنْتُمْ تَنْتَفِعُونَ بِهَذَا فَافْعَلُوا، 20/1، لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالهند، الطبعة: الثالثة، 1408 هـ)

[38] (تاريخ مدينة السلام للخطيب، باب حرف الحاء المهملة، 484/15، دار الغرب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الأولى، 1422 هـ 2001 م)

[39] (تهذيب الأسماء واللغات، باب حرف الحاء المهملة، 220/2، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

[40] (الخيرات الحسان، الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة، 91/1، دار الهدى الرشاد، الطبعة: الأولى، 1428هـ 2008م)

[41] (مرقاة المفاتيح، باب مقدمة المولف، 30/1، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[42] (الخيرات الحسان، الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة، 92/1، دار الهدى الرشاد، الطبعة: الأولى، 1428هـ 2008م)

[43] (الخيرات الحسان، الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة، 93/1، دار الهدى الرشاد، الطبعة: الأولى، 1428هـ 2008م)

[44] (سير اعلام النبلاء، باب ابو حنيفة النعمان بن الثابت التيمى، 401/6، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405 هـ / 1985 م)

ترجمہ: بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی۔

تھوڑا آرام: ایک بار قرآن شریف پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے:[45]

فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (پارہ۲۷، سورۃ الطور، اٰیت۲۷)

ترجمہ: تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو (گرم جھلسانے والی ہوا) کے عذاب سے بچالیا۔

تو اسی کی تکرار فرماتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہو گئی۔ والدہ کا بیان ہے کہ جس دن سے میں نے ان کو جانا کبھی رات میں ان کو بستر پر تکیہ لگاتے نہیں دیکھا گرمی میں درمیان ظہر و عصر کے کچھ سوتے تھے اور جاڑوں (موسم سرما) میں اول شب مسجد میں۔[46]

وکیع کا بیان: امام وکیع کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کہ امام ابو حنیفہ نہایت بڑے امانت والے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں نہایت بڑا اور پر جلال تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے اگرچہ تلواروں کے وار بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پڑتے تو وہ برداشت کرتے اللہ ان پر رحمت کرے اور ان سے راضی ہو، راضی ہونا اَبْرار (نیکوں کار) سے پس تحقیق تھے وہ انہیں میں سے۔[47]

یحییٰ بن القطان کہتے ہیں کہ میں جب ان کو دیکھتا تو جان لیتا کہ تحقیق یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ ایک رات سورۃ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ کو پہنچے تو اس کو تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔[48]

یزید کا بیان: یزید بن الکمیت جو بڑے نیک لوگوں میں تھے کہتے ہیں کہ ایک روز امام نے عشاء میں سورۃ زلزال پڑی اور امام ابو حنیفہ اس امام کے پیچھے تھے جب نماز سے فَراغت ہوئی تو میں نے ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے تَفَکُّر (سوچ بچار) میں ہیں اور ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں میں اس خوف سے کہ ان کو تَشْوِیْش (پریشانی) نہ ہو چراغ بھی جلتا ہوا چھوڑا حالانکہ تیل اس کا بہت کم تھا اور چلا گیا پھر میں طلوعِ فجر کے بعد آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے اور اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے کہتے ہیں کہ اے مالک جو ذرّہ بھر وزن نیکی کا بدلہ نیکی دے گا اور ذرہ بھر بدی پر بُرا بدلہ دیگا اپنے بندے نعمان کو دوزخ سے بچالے اور اس سے بھی بچائے جو دوزخ سے نزدیک کرنے والی چیز ہو اور اس کو اپنی کشادہ رحمت میں داخل فرما میں آیا تو چراغ بھی ویسا ہی جل رہا تھا مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا چراغ بڑھانے آئے ہو میں نے عرض کی کہ فجر کی اذان بھی دے چکا ہوں فرمایا کہ اس حال کو پوشیدہ رکھنا پھر دو رکعت سنت فجر کی پڑھ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ اِقامت ہوئی اور ہمارے ساتھ نمازِ فجر ادا کی۔[49]

---

[45] (مرقاۃ المفاتیح، باب مقدمۃ المولف، 30/1، دار الفکر، بیروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

[46] (مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، لَوْ رَأَيْتَ أَبَا حَنِيفَةَ يُصَلِّي، عَلِمْتَ أَنَّ الصَّلَاةَ مِنْ هَمِّهِ، 21/1، لجنة إحياء المعارف النعمانية، حيدر آباد الدكن بالهند، الطبعة: الثالثة، 1408ھ)

[47] (تهذيب الأسماء واللغات، باب حرف الحاء المهملة، 221/2، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

[48] (الخیرات الحسان، الفصل الخامس عشر فی خوفہ و مراقبتہ لربہ سبحانہ و تعالٰی، 96/1، دار الھدی الرشاد، الطبعة: الأولى، 1428ھ 2008م)

[49] (الخیرات الحسان، الفصل الخامس عشر فی خوفہ و مراقبتہ لربہ سبحانہ و تعالٰی، جلد 1، ص 96 الی 97، دار الھدی الرشاد، الطبعة: الأولى، 1428ھ 2008م)

۵۵ حج: ابوالاَحوص کہتے ہیں کہ اگران سے کہا جاتا کہ آپ تین روز کے بعد مر جائیں گے تو ان کی عبادت میں کوئی اضافہ نہ ہوتا جتنی کہ وہ کرتے تھے ہمیشہ۔[50] آپ نے پچپن(۵۵)حج بیت اللہ شریف کے کئے ہیں اور عمروں کی تعداد کا تو شمار نہیں۔[51]

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ ماسواء مضان کے ہر روز دو ختم قرآن پڑھتے تھے۔ایک ختم رات کو اور ایک دن کو اور بَسااَوقات (کبھی کبھار)دو رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے[52] اور چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جس مقام میں آپ نے رِحلت(وفات) کی۔اسی جگہ پانچ ہزار(۵۰۰۰) مرتبہ اور ایک روایت میں ہے ہ سات ہزار (۷۰۰۰)مرتبہ قرآن ختم کر چکے تھے[53] اور ہر شب کو آپ تین سور(۳۰۰) کعت نماز پڑھتے تھے اور پھر پانچ سور(۵۰۰۰) کعت علاوہ اس کے۔

دیگر ائمہ مجتہدین ومحدثین

(۱) **سعد بن ابراهیم بن عبدالرحمن:** حلیہ میں ہے سعد بن ابراہیم اکیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں(۲۱۔۲۵۔۲۷)شب کو بغیر قرآن ختم کئے ہوئے روزہ افطار نہیں کرتے تھے[54] اور ذہبی لکھتے ہیں کہ سعد ہر روز روزہ رکھتے تھے اور ایک ختم قرآن ہر روز کرتے تھے۔[55]

(۲) **ابراهیم بن ادهم:** حلیہ میں ہے کہ ابراہیم ادہم ماہِ رمضان میں دن کو کھیت کاٹتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ تیس(۳۰)روز برابر نہ رات کو سوتے اور نہ دن کو۔[56]

(۳) **شعبة بن حجاج :** حلیہ میں ہے: شعبہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ثوری ہر ماہ میں تین(۰۳)روزے رکھتے تھے[57] اور ذہبی لکھتے ہیں: شعبہ اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ ان کے پیر ورم کر(سوج) جاتے تھے۔[58]

(۴) **فتح بن سعد موصلی:** حلیہ میں ہے کہ فتح موصلی کو دردِ سر ہوا پس خوش ہوئے اور کہا کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھ کو اس بلا(آزمائش) میں مبتلا کیا جس میں انبیاء مبتلا ہوتے تھے پس مجھ پر لازم ہو گیا کہ اس نعمت کے شکر میں ہر شب کو چار سو(۴۰۰) رکعت پڑھوں۔[59]

---

[50] (الجواهر المضية في طبقات الحنفية. فصل في مقام علمه. مير محمد كتب خانه كراتشي)

[51] (در المختار و حاشية ابن عابدين. باب مقدمة. 51/1. دار الفكر بيروت. الطبعة: الثانية. 1412هـ 1992م)

[52] (الخيرات الحسان. الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة. 92/1. دار الهدى الرشاد. الطبعة: الأولى. 1428هـ 2008م)

[53] (تهذيب الأسماء واللغات. باب حرف الحاء المهملة. 220/2. دار الكتب العلمية. بيروت لبنان)

[54] (حلية الاولياء. باب سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيُّ. 170/3. دار الكتاب العربي – بيروت)

[55] (سير اعلام النبلاء. باب سعد بن ابراهيم بن عبد الرحمان. 419/5. مؤسسة الرسالة. الطبعة: الثالثة. 1405هـ / 1985م)

[56] (حلية الاولياء. باب ابراهيم بن ادهم. 378/7. دار الكتاب العربي – بيروت)

[57] (حلية الاولياء. باب شعبة بن الحجاج 145/7. دار الكتاب العربي – بيروت)

[58] (العبر في خبر من غبر. باب سنة إحدى وستين ومئة. 180/1. دار الكتب العلمية بيروت)

[59] (حلية الاولياء. باب فَتْحُ بْنُ سَعِيدٍ وَمِنْهُمْ فَتْحُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَوْصِلِيُّ الْمُنْتَقِي. 292/8. دار الكتاب العربي – بيروت)

(۵) **محمد بن ادریس شافعی** : حلیہ میں ہے کہ امام شافعی ماہِ رمضان میں ساٹھ (۶۰) ختم کرتے تھے اور کل ختم نماز ہی میں[60] اور تہذیب الاسماء میں ہے ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی کے ہاں کئی راتیں سویا ان کو دیکھا تو وہ رات کو بہت کم سویا کرتے۔[61]

کثیر العبادات اسلاف رحمھم اللّٰہ

اب فقیر بِلاِامتیاز (بغیر کسی تفریق کے) کثیرُالعِبادات (کثرت سے عبادت کرنے والے) رحمھم اللہ کے اَسماءِ گرامی نمبر وار عرض کرتا ہے کہ جن حضرات کی عبادات کو بدعت کہنا جہنم خریدنے کے مترادِف ہے۔

(۱)

(الف) حضرت مولانا عبدالحق فرماتے ہیں کہ:

دے ہر شب در وقت تہجد ہفت سیپارہ قرآن مے خواندے۔۔۔ بوقت آخر شب گریہ مستولی شود[62]

امیر خُسرو ہر شب تہجد میں سات قرآن ختم کرتے آخر شب میں آپ پر گِرْیَہ (اشک باری) کا غلبہ ہوتا تھا۔ (اخبار الاخیار)

(ب) صاحبِ خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے کہ **سوز سینہ بے کینہ و آتش دل عشق منزل خواجہ خسرو این قدر بود کہ پیراہن مبارک دے از بالائے قلب دے ہمیشہ سوختہ مے بود و ہرگزہ کہ جامہ نو پوشیدہ ہمانو وقت ا ز بالائے قلب سوختہ مے شد۔**

(خزینۃ الاصفیاء)

(ج) **خواجہ خسرو چہل سال صایم الدہر ماندو ہمراہ پیر روشن ضمیر بطریق اے راض حج گذارہ بود۔** (خزینۃ الاصفیاء)

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر خسرو۔۔۔۔

(۱) روزانہ رات کے پچھلے حصے میں گِرْیَہ کرتے تھے۔

(۲) تہجد ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت شروع کرتے اور سات سیپارے ختم کر کے صبح کی نماز ادا فرماتے۔

(۳) چالیس سال روزے سے رہے۔

(۴) اپنے مرشد کے ہمراہ بطریقِ طیِّ اَرض (بہت تھوڑے سے وقت میں) حج کرتے تھے۔

(۵) ان کا دل ہر وقت عشق کی آگ سے دھکتا رہتا اور یہ حرارت اتنی شدید تھی کہ جب بھی آپ نیا قمیض زیبِ تن فرماتے دل کے اوپر کی جگہ جل جاتی تھی۔

---

[60] (حلیۃ الاولیاء، باب قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ: ذِكْرُ الْأَئِمَّةِ وَالْعُلَمَاءِ لَهُ، 134/9، دار الکتاب العربي – بیروت)

[61] (تہذیب الأسماء واللغات، فصل فی نوادر من حکم الشافعی، رضی اللہ عنہ، وجزیل کلامہ، 292/8، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان)

[62] (اخبار الاخیار فی اسرار الابرار فارسی، امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ص 105، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یو پی)

(۲)

حضرت ثابت البنانی قدس سرہ تابعی اپنے زمانہ کے بلند پایہ محدّث تھے۔ روزانہ ایک ختم قرآن فرماتے تھے بارہ ماہ (۱۲) روزہ رکھتے تھے کثرتِ گریہ سے بینائی کمزور ہوگئی تھی اسی برس کی عمر میں ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔[63]

(۳)

حضرت علی بن جعد ہاشمی بغدادی جو ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام بخاری اور حضرت ابوداؤد جیسے بلند پایہ محدثین نے ان سے عِلمی فَیض حاصل کیا بہت بڑے حافظ الحدیث تھے ساٹھ برس (۶۰) صَوم داؤدی[64] کے پابند رہے۔[65] (تذکرہ صفحہ ۳۶۱)

(۴)

حافظ الحدیث شیخ المحدثین حضرت عَبدان مُتوفٰی ۲۲۱ھ بہت بڑے جلیل القدر محدِّث تھے خِدمتِ خَلْق (مخلوقِ خُدا کی بہبود اور دیکھ بھال کے کام) میں بہت بلند مقام تھا تقریباً دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) روپیہ فی سبیل للہ خرچ کیا۔ حضرت عبدان حضرت امام بخاری جیسے جلیل القدر محدث کے استاذ تھے اور خود حضرت امام الائمہ سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کے عَظیمُ الْمَرتَبَت (بڑے رتبے والے) تِلمیذ (شاگرد) امام عبداللہ بن مُبارک کے شاگردِ رَشید تھے۔[66]

(صفحہ ۶۲۳ جلد ۱)

(۵)

حضرت ہناد بن السری کوفی جو اپنے زمانہ کے عَظیمُ الشّان (بڑی شان والے) محدث تھے (امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل ان کی علمی عظمت وبلندی کے معترف تھے) عبادت میں بھی بہت بلند مقام تھا خوفِ الٰہی سے بہت زیادہ روتے رہتے تھے۔ سورج نکلنے سے زوال تک اور ظہر سے عصر تک نَوافل میں مَشغول رہتے عصر سے مغرب تک انتہائی سوز و گُداز (رنج و غم) سے تلاوتِ قرآن مجید میں مصروف رہتے ستر (۷۰) برس اس طرح عبادت میں گزارے۔ رات کی عبادت میں کیا مقام ہوگا صوبہ عراق میں زُہد و تقویٰ اور عبادت میں اپنی نَظیر (مثال) نہیں رکھتے تھے ربیع الآخر ۲۴۳ ہجری میں وفات پائی کل اکیانوے (۹۱) برس ہوئی۔[67]

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

زبیر بن محمد بغدادی رحمۃاللہ علیہ ابن ماجہ محدث کے استاذ تھے ۹۰ قرآن رمضان میں ختم کرتے ۲۵۷ھ میں وفات پائی۔ (تذکرہ صفحہ ۱۱۹)

(۶)

---

[63] (تهذيب التهذيب، باب من اسمه ثابت، 3/2، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند، الطبعة: الطبعة الأولى، 1326ھ/حلية الاولياء، 219/2)

[64] (صوم داؤدی جس کو "افضل الصیام"، "سب سے اچھا روزہ" قرار دیا گیا کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار ہو۔ سب سے افضل روزہ یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن بے روزہ رہے حضرت داؤد (علیہ السلام) اسی طرح نفلی روزے رکھتے تھے۔)

[65] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة السابعة من الكتاب، جلد 1 ص 292 الی 293، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

[66] (تاريخ السلام، خ م د ت ن: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّاد ميمون، 605/5، دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 2003م)

[67] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة الثامنة 70/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

امام بخاری رحمۃاللہ علیہ قرآن کریم حفظ کرکے گیارہ برس کی عمر کو پہنچ کر ۲۰۵ھ میں علمِ حدیث شروع کیا۔ سب سے پہلے فقیہِ خراسان محدثِ جلیل حضرت عبداللہ بن مبارک کے مخزنِ حدیث (حدیث کا سرچشمہ) سے فیض یاب ہوئے مختلف بِلادِ اِمْصَار (متعدد شہروں) کا سفر کرکے حدیث شریف کا علم حاصل کیا۔ ایک ہزار سے زیادہ ان کے استاذ تھے لیکن پڑھائی کے وقت جہاں اور لوگ لکھا کرتے تھے یہ لکھنے سے بے نیاز ہو کر سنتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ رَفیقوں (ساتھیوں) نے کہا آپ یوں ہی بیٹھے رہتے ہیں لکھتے کچھ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں میں سب کچھ یاد کرلیتا ہوں۔

رفیقوں نے اس پر تعجب کیا اور اِطمینانِ خاطر (تسکینِ قلب) کے لئے پڑھ کر سنانے کا مطالبہ کیا تو حضرت امام بخاری نے فی الفور اُسی مجلس میں پندرہ ہزار احادیث پڑھ کر سنادیں۔ [68]

انتباہ: حضرت امام بخاری رحمۃاللہ علیہ کے پہلے استاذِ رشید حضرت عبداللہ بن مبُارک ہیں اور حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ کے جلیل القدر تلامذہ (شاگردوں) سے ہیں۔

(۷)

حضرت ابو محمد حَریری نے مکہ مکرمہ میں ایک سال کا اِعتکاف کیا جس میں نہ تو بالکل سوئے نہ بات کی نہ کسی لکڑی یا دیوار پر سہارا لیا یا ٹیک لگائی۔ حضرت ابو بکر کتانی نے ان سے پوچھا کہ اس مجاہدَہ [69] پر تمہیں کس چیز سے قدرت حاصل ہوئی۔ وہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باطن کی پختگی کو دیکھا اس نے میرے ظاہر کو اس پر قدرت عطا فرمادی۔ حضرت ابو بکر کتانی نے یہ سن کر سوچ اور فکر میں گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہے پھر اسی سوچ و فکر میں چلے۔ [70]

(۸)

کہتے ہیں کہ میں حضرت فتح بن سعید موصلی کے پاس سے گزرا وہ دونوں ہاتھ پھیلائے رو رہے تھے اور ان کے آنسو انگلیوں کے بیچ میں سے نیچے گر رہے تھے اور وہ زَرْد تھے (یعنی آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی) میں نے اُن سے قسم دے کر پوچھا کہ یہ خون کے آنسو کس صَدمہ سے گرا رہے ہو (خیر تو ہے کیا آفت آگئی) وہ فرمانے لگے کہ اگر تم قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا ہاں میں اس پر رو رہا ہوں کہ میں نے حَق تعالیٰ شانہ کا حق مجھ پر تھا اس کو ادا نہیں کیا۔

میں نے کہا کہ خون کیوں آگیا۔ کہنے لگے اس خوف سے کہ میرا یہ رونا کہیں غیر مُعتَبر اور جھوٹا (نفاق سے) نہ ہو۔ وہ شخص کہتے ہیں کہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا کہ میری مَغفرت ہو گئی میں نے پوچھا کہ تمہارے آنسوؤں کا کیا حشر ہوا؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کرکے ارشاد فرمایا کہ یہ آنسو کیسے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ اس پر رنج (دکھ) تھا کہ تیرا جو حق مجھ پر واجب ہے

---

[68] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ التاسعۃ، جلد 2 ص 104 الی 105، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[69] (صوفیاء کرام کی اصطلاح میں نفس کے تقاضوں کی مخالفت کرنا، یعنی جس کام کو انسان کا نفس چاہ رہا ہو اور دل میں خواہش ابھر رہی ہو کہ یہ کام کروں، نفس کی اس خواہش کو کچل کر اور اس کے چاہنے کو چھوڑ کر نفس کو اس کام سے باز رکھنا، گویا خواہشاتِ نفس کی مخالفت ہی کو صوفیاء کرام "مجاہدہ" کہتے ہیں۔)

[70] (صفۃ الصفوۃ، باب ابو محمد الحریری و اسمہ احمد بن محمد بن الحسین، 535/1، دار الحدیث، القاھرۃ، مصر، الطبعۃ: 1421ھ/2000م)

وہ میں ادا نہ کر سکا ارشاد ہوا کہ خون کیوں تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اس خوف سے کہ یہ رونا جھوٹا نہ ہو غیر معتبر نہ ہو جائے۔ارشاد ہوا کہ آخر تو ان سب سے کیا کیا چاہتا تھا؟میری عزت کی قسم تیرے کراماً کاتبین چالیس سال سے تیرے اَعمال کا صَحِیْفَہ ایسا لارہے ہیں کہ ان میں کوئی خطا لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔[71]

(۹)

سید نا اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کی عبادت کا عالم تھا کہ کسی دن فرماتے کہ آج کی رات رکوع کرنے کی ہے پس تمام رات رکوع میں گزار دیتے۔پھر کہتے کہ آج کی رات سجدہ کی ہے تمام رات ایک سجدے میں گزار دیتے جب عُتبہ غلام تائِب ہوئے تو کھانے پینے کی ذرا بھی پروانہ کرتے تھے ان کی ماں نے ایک مرتبہ ان سے کہا اپنے نَفس پر رحم کرو۔کچھ رَاحَت(آرام) بھی لے لو عرض کی اس پر رحم کرنے ہی کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہوں تھوڑے دن کی مَشَقَّت (تکلیف)ہے پھر ہمیشہ ہمیشہ راحَت ہی راحَت ہے۔[72]

انتباہ:اس سے وہ حضرات عبْرت(نصیحت)لیں جو اُویسی کہلا کر نماز فرائض ادا نہیں کرتے اور عیاشی کا یہ حال ہے کہ شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔

حضرت ربیع کہتے ہیں کہ میں حضرت اُویس قرنی کے پاس آیا وہ صبح کی نماز پڑھ کر تسبیح پڑھنے میں مَشغول ہو گئے تھے مجھے خیال ہوا کہ اس وقت ان کو حَرَج(پریشانی)ہو گا میں فَراغَت کے اِنتظار میں بیٹھ گیا وہ اسی حالت میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔وہ ظہر کی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے پھر عصر کی نماز سے فارِغ ہو کر اسی جگہ مغرب تک بیٹھے رہے پھر مغرب کی نماز پڑھی عشاء کی نماز پڑھی پھر صبح تک وہیں جمَے(کھڑے)رہے۔

دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد بیٹھے تھے اسی حال میں کچھ غُنُودَگی(نیند کی جھپکی)سی آگئی۔چونک کر کہنے لگے یااللہ ایسی آنکھ سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جو بار بار سوتی ہو اور ایسے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں جو بھرتا ہی نہ ہو۔میں یہ سب حالت دیکھ کر وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ مجھے تو عبرت کے لئے یہی کافی ہے جو میں نے دیکھ لیا۔[73]

(۱۰)

احمد بن حرب کہتے ہیں تعجب تو اس شخص پر ہے جس کو یہ معلوم ہے کہ آسمان پر اس کے لئے جنت کو آراستہ(مزیَّن) کیا جا رہا ہے اور اس کے نیچے جہنم بھڑکائی جارہی ہے ان دونوں کے درمیان اس کو کیسے نیند آتی ہے۔[74]

(۱۱)

حافظُ الحدیث حضرت ابو الحسن علی بن ابراہیم ۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے بہت بڑے محدث تھے زُہد اور عبادت میں بڑا مقام رکھتے تھے تیس (۳۰)برس مُتَواتِر(مسلسل)روزہ رکھتے رہے۔خشک روٹی اور نمک کے ساتھ سحری اور افطاری کرتے تھے ایک لاکھ حدیثیں انہیں یاد تھیں ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔[75]

---

[71] (صفة الصفوة، باب فتح بن سعيد الموصلى،357/2، دار الحديث، القاهرة، مصر، الطبعة: 1421هـ/2000م)

[72] (حلية الاولياء، باب اويس بن عامر القرنى سيد العباد و علم الاصفياء،87/1،دار الكتاب العربي – بيروت)

[73] (تاريخ دمشق لابن عساكر، باب اويس بن عامر بن مالک بن عمرو بن سعد،443/9،: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)

[74] (احياء العلوم، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 411/4، دار المعرفة بيروت)

[75] (سير اعلام النبلاء، باب القَطَّانُ أَبُو الحَسَنِ عَلِيُّ بنُ إِبْرَاهِيْمَ بنِ سَلَمَةَ، 464/15،مؤسسة الرسالة،الطبعة: الثالثة، 1405 هـ/ 1985 م)

ابوالقاسم بن علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ دمشقی شافعی ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے تیرہ سو محدثین سے علم حاصل کیا۔اُن کے سِلسلہ اَساتذہ میں اسی(۸۰) یا پچاسی(۸۵)عورتیں تھیں ان سے بھی اُنہوں نے علم حاصل کیا عبادت میں ان کا مقام بہت بلند تھا روزانہ رات کو ایک ختم قرآن کریم کیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں ساٹھ (۶۰) ختم کرتے تھے۔نَوافل بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے چالیس برس تک مُتَواتِر اسی طرح نوافل و تلاوت کے پابند رہے۔چالیس برس میں جماعت کے اتنے پابند تھے کہ ہمیشہ پہلی صف میں دائیں طرف رہتے۔رمضان شریف کے علاوہ ذوالحجہ کے نو(۰۹)دن بھی اعتکاف میں رہتے تھے۔اظہارِ حق میں نہایت بے خوف اور نہایت بےاِنتہا دِلیر (بے باک) تھے۔والدہ صاحبہ کے بےاِنتہاء فرماں بردار تھے ان کی اجازت کے بغیر کہیں سفر نہیں فرمایا کرتے تھے ۵۷۱ھ میں وفات پائی۔[76] (تذکرہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۳)

حافظ الحدیث شیخ صوفیائے کرام حضرت محمد بن داؤد نیشاپوری ۳۴۲ھ میں وفات پائی۔بہت بڑے عابِد و زاہد تھے قحط(خشک سالی) کے دنوں میں صبر اور بُردباری(صبر) میں دن گزارے۔ایک موقع پر چالیس دن میں ایک روٹی کھائی۔فرماتے ہیں کہ جب مجھے بھوک پریشان کرتی تھی تو میں سورہ یسین پڑھ کر وقت گزار لیتا تھا۔[77] (جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

حافظ الحدیث حضرت ابواحمد حسین بن علی نیشاپوری اپنے زمانے میں بہت بڑے محدث تھے تیس(۳۰) برس عشاء کے وضوسے صبح کی نماز ادا فرمائی ہر رات سات پارے قرآن کریم کے تلاوت فرمایا کرتے تھے ربیع الآخر ۳۷۵ھ میں وفات پائی۔

منصور رحمۃ اللّٰہ علیہ: حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ چالیس (۴۰) برس روزہ دار رہے اور تمام شب گریہ زاری(آہ وبکا) کرتے رہتے تھے۔[78]

(سیر اعلام)

واصل رحمۃ اللّٰہ علیہ: حضرت واصل رحمۃ اللہ علیہ ہر شب ایک ختم قرآن پڑھتے تھے۔[79] (ابو داؤد طیاسی)

محمد بن عبدالرحمن: آپ شب بھر نماز پڑھتے رہتے تھے۔[80]

حضرت وکیع رحمۃ اللّٰہ علیہ: ہمیشہ روزہ رکھتے سفر یا حضر۔ہر شب کو ایک ختم قرآن پڑھتے۔[81] (تذکرۃ)

فائدہ: ایسے بزرگوں کے حالات کُتُبِ ذیل میں مرقُوم ہیں۔عبر وسیر اعلام النبلاء، مرۃ النجان، وارشادیافعی، تھذیب الاسماء، حلیۃ الاولیاء، کتاب الانساب وغیرہ۔

---

[76] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ السادسۃ عشرۃ، جلد 4 ص 282 الی 286، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)
[77] (سیر اعلام النبلاء، باب ابْنُ دَاوُدَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ النَّيْسَابُوْرِيُّ، 421/15، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الثالثۃ، 1405 ھ/ 1985م)
[78] (سیر اعلام النبلاء، باب مَنْصُوْرُ بنُ المُعْتَمِرِ أَبُو عَتَّابٍ السُّلَمِيُّ، 406/5، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الثالثۃ، 1405 ھ/ 1985م)
[79] (إقامۃ الحجۃ، باب ذکر التابعین، 95/1)
[80] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الخامسۃ من الکتاب، 143/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)
[81] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ السادسۃ من الکتاب، 224/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

عیسائی مسلمان ہوگیا: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار کتابیں تصانیف فرمائی۔ایک عیسائی پادری نے اپنے اسلام کی وجہ یہ بیان کی کہ جب چھوٹا محمد اس قدر باکمال ہے تو بڑے محمد (ﷺ) کی کتنی عظیم شان ہو گی۔

دیگر عبادات: یہ کثرت صرف ختمِ قرآن سے نہیں ہر طرح کی عبادت کا یہی حال ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: ۴۵ برس تک ایک بار وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھنے والے تھے اور بقول ابراہیم بغدادی وغیرہ۔ہر ماہ میں تیس بار قرآن عزیز ختم فرمالیا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور بقول حفص بن سلام ہر رات چار سو(۴۰۰) رکعت نفل پڑھ لیا کرتے تھے۔آپ کو اپنے زمانہ کے علماءِ راسخین (جنہیں علمی میدان میں کافی رسوخ اور دسترس حاصل ہو) نے وَتَدْ کا لقب بھی دیا تھا جس کے معنی میخ (کیل) ہیں۔آپ دین کا ستون تھے اور اسی طرح آپ رات کو باقاعدہ قِیام فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ میخ تھے بقول یحییٰ بن آدم وغیرہ[82]۔آپ نے ۵۵ حج کئے تھے اسی طرح کثیر القیام ہونا بھی اُمَّتِ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے۔[83]

فائدہ: اکثر علماء کرام صَائِمُ الدَّہر (ہمیشگی کے ساتھ روزہ رکھنے والے) تھے۔علامہ بُرہان الدین مرغِینانی نے ہدایہ کتاب تحریر فرماتے وقت ۳۱سال تک برابر روزہ رکھا سوائے ایامِ منہیہ (ممنوعہ) کے صائم (روزہ دار) رہتے تھے اب بھی کئی حضرات ایسے ہیں جو صَائِمُ الدَّہر ہیں۔

حفظ الحدیث: محدث بصرہ ابوقلابِ المُتَوَلَّد ۲۹۰ھ مصنف ابن ابی شیبہ کے استاد کو ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) احادیث زبانی یاد تھیں دن رات میں چار سو(۴۰۰) نوافل ادا کیا کرتے تھے ۲۷۶ھ میں وفات پائی۔[84] (تذکرہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

حضرت ابو قلابہ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاں ہدہد کی وِلادت ہوئی اس خواب کی تعبیر مُعَبِّرین (تعبیر بتانے والے) نے یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو بہت کثرت سے عبادت کرے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے دو لاکھ اَحادیثِ صحیح اور دو لاکھ اَحادیثِ غیرِ صحیح یاد ہیں۔[85]

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حِفظُ الحدیث مشہورِ زمانہ ہے۔

سیدنا سجاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا لقب سجّاد اس لئے ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار ایک بار سجدہ فرمایا کرتے تھے یعنی پانچ سو رکعت پڑھا کرتے تھے حالانکہ عام مسلمان کی روزانہ پانچ وقت کی نماز ۳۲ رکعت ہے یعنی امام زین العابدین ۴۶۸ رکعات روزانہ نفل پڑھا کرتے تھے۔[86]

---

[82] (الخیرات الحسان. الفصل الرابع عشر فی شدۃ اجتھادہ فی العبادۃ. جلد 1. ص 91 الی 95. دار الھدیٰ الرشاد. الطبعۃ: الأولی. 1428ھ 2008م)

[83] (در المختار و حاشیۃ ابن عابدین. باب مقدمۃ. 51/1. دار الفکر بیروت. الطبعۃ: الثانیۃ. 1412ھ 1992م)

[84] (تذکرۃ الحفاظ. باب الطبقۃ التاسعۃ. 120/2. دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان. الطبعۃ: الأولی. 1419ھ 1998م)

[85] (سیر اعلام النبلاء. باب أَبُو عَبْدِ اللهِ البُخَارِيُّ مُحَمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيْلَ بنِ إِبْرَاهِيْمَ. 415/12. مؤسسۃ الرسالۃ. الطبعۃ: الثالثۃ. 1405ھ / 1985م)

[86] (العبر فی خبر من غبر. باب سنۃ اربع و تسعین. 83/1. دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ چار سو رکعات پڑھا کرتے تھے آج بھی بحمدہ تعالیٰ ایسے سعادت مند ہیں کہ وہ دو سو، تین سو، چار سو بلکہ اس سے بھی زیادہ نفل ادا کرتے ہیں۔

اِنتباہ: اکثر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔[87] یہ رکعت ہر نفل کی نہیں بلکہ اکثر اوقات نوافل کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ بحمدہ تعالیٰ آج بھی ایسے حُفّاظِ کرام موجود ہیں کہ جو رمضان المبارک کی تراویح کی ایک رکعت میں پورا قرآن عزیز پڑھ کر باقی رکعات میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں۔

صابری صاحب نے دونوں جُملوں کو ایک بنالیا ہے حالانکہ اکثر رکعت اور ہر رکعت میں کافی فرق ہے۔

فائدہ: یہ کہانی نہیں نہ ہی اَفسانوی تَخَیُّل(خیال) ہے یہ حقیقی ہے اور ایسے علماءِ کرام، حفاظ عظام اور اولیاءِ اُمت کی فہرست بہت طویل(بڑی) ہے جنہوں نے روزانہ رات میں یا دن میں پورا قرآن عزیز پڑھ لیا ہے مثلاً۔

حضرت وکیع: محدث عراق وکیع بن جراح ۱۹۷ھ رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور ہر رات پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔[88]

حضرت یحیی: یحییٰ بن زکریا حافظ الحدیث صاحب سن ۱۸۴ھ بیس برس تک روزانہ ایک ختم قرآن عزیز کرتے تھے جن کے بارے میں امام نِسائی نے فرمایا کہ وہ ثقہ، ثبت ہیں۔[89]

امام یحیی: یحییٰ بن سعید القطان ۱۹۸ھ ہر رات قرآن عزیز کا ایک ختم کرلیا کرتے تھے اور ان کا یہ عمل بیس برس تک برابر رہا۔[90]

امام قزوینی: احمد بن اسماعیل قزوینی ۵۹۰ھ بھی اپنی عمر کے آخری دور میں ہر رات قرآن عزیز ختم کرلیا کرتے تھے۔[91]

علامہ گجرات: یحییٰ جعفر بن جلال گجراتی ۱۰۸۵ھ پورا قرآن عزیز صرف ۵۴ سَاعات(گھنٹوں) میں تحریر فرمالیا کرتے تھے **طحطاوی** میں مسعر بن کرام سے مُندَرِجَہ ذیل روایت موُرود ہے۔

حکایت: میں ایک رات مسجد میں گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جس میں بآواز بلند قرآن عزیز کی تلاوت کر رہا ہے مجھے اس کا پڑھنا بہت پسند آیا تو میں سننے کے لئے بیٹھ گیا جب اس نے قرآن عزیز کا ساتواں حصہ پڑھ لیا تو میں سمجھا کہ اب رکوع میں چلا جائے گا مگر اس نے رکوع نہیں کیا اور قرآن کے تہائی

---

[87] (تاریخ مدینة السلام للخطیب، باب حرف الحاء المهملة، 484/15، دار الغرب الإسلامي–بیروت، الطبعة: الأولى، 1422 هـ 2001م)

[88] (تذكرة الحفاظ، باب الطبقة السادسة من الكتاب، جلد 1 ص 223 الى 225، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419هـ 1998م)

[89] (تهذيب الكمال، باب الطبقة السادسة من الكتاب، 313/31، مؤسسة الرسالة–بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)

[90] (تهذيب الكمال، باب حرف الياء، 443/9، مؤسسة الرسالة–بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 1980)

[91] (تاريخ بغداد وذيوله، باب الطبقة السادسة من الكتاب، 101/15، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الأولى، 1417 هـ)

حصے تک پڑھ لیا مگر پھر بھی رکوع نہ کیاحتیٰ کہ آدھا قرآن عزیزپڑھ لیااپنی قرأت کو جاری رکھا جب تمام قرآن عزیز مکمل کر لیا تو رکوع میں گیا جب دوسری رکعت مختصر کر کے نماز سے فارغ ہوا تو میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا وہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ تھے۔[92]

فائدہ: یہ تو علماء کرام مُتَقَدِّمِین(پہلے دور کے علماء) کا حال ہے اس زمانہ میں بھی ایسے حُفاظ کرام موجود ہیں جو روزانہ ایک اور گاہِ بگاہِ(وقتاً فوقتاً) دو ختم قرآن کریم کے کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ: حلیۃ الاولیاء ابی نُعیم میں ہے کہ احمد بن حنبل کے بیٹے فرماتے ہیں کہ میرے والد ہر رات تین سو رکعت نفل پڑھتے اور دن کو بھی تین سو نفل کل چھ سو رکعات روزانہ پڑھتے تھے۔[93]

ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللّٰہ علیہ: آپ ہر روز ایک ختم قرآن اور ان کے علاوہ ہر ماہ تین ختم قرآن مجید کرتے۔[94] (حلیہ)

ابن ادھم: ایک بزرگ کہتے ہیں میں حضرت ابراہیم بن ادہم کے پاس گیا۔ وہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی عبا[95] میں لپٹ کر ایک کروٹ لیٹے اور صبح تک اسی طرح لیٹے رہے نہ حرکت کی نہ کروٹ بدلی۔ صبح کو اُٹھ کر بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم کرے ساری رات لیٹے سوتے رہے اور بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی۔ فرمانے لگے کہ میں ساری رات بھی جنت کے باغوں میں دوڑتا تھا کبھی جہنم کی گھاٹیوں میں ایسی حالت میں نیند کہاں آسکتی تھی۔[96]

حضرت ابو بکر بن عیاش چالیس برس تک بستر پر نہیں لیٹے اور اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اس کھڑکی (کوٹھری) میں گناہ نہ کرنا میں نے اس میں بارہ ہزار قرآن پاک ختم کئے ہیں جب ان کا انتقال ہونے لگا تو مکان کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کونے میں میں نے چوبیس ہزار قرآن ختم کئے۔[97]

حضرت سمنون پانچ سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے تھے[98] علامہ زبیدی نے لکھا ہے کہ بغداد میں ایک شخص نے چالیس ہزار درہم فُقَراء پر تقسیم کئے سمنون فرمانے لگے ہمارے پاس درہم تو نہیں ہر درہم کے عِوَض(بدلے) ایک رکعت نفل پڑھتے ہیں یہ کہہ کر مدائن چلے گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعات نوافل پڑھتے۔[99]

ابو بکر معطوی فرماتے ہیں کہ جوانی میں میرا معمول تھا کہ روزانہ چالیس ہزار بار سورہ اخلاص پڑھتا تھا۔[100]

---

[92] (تاریخ بغداد وذیوله، باب ما ذکره من عبادة ابی حنیفة وورعه،355/13، دار الكتب العلمية بيروت،الطبعة: الأولى، 1417 ھ)

[93] (حلية الاولياء، باب الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ذِكْرُ جَلَالَتِهِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ وَنَبَالَتِهِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ،181/9، دار الكتاب العربي – بيروت)

[94] (حلية الاولياء، باب أَحْمَدُ بْنُ محمد بن عطاء،302/10، دار الكتاب العربي – بيروت)

[95] (کپڑوں کے اوپر پہننے کا شیروانی کے طرز کا ڈھیلا ڈھالا قدرے لمبا لباس، جس میں بٹن کی جگہ عموماً بند لگے ہوتے ہیں، عام طور سے علماو شرفا پہنتے ہیں)

[96] (احياء علوم الدين، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 411/4، دار المعرفة بيروت)

[97] (شرح النووى، بَاب النَّهْيِ عَنْ الرِّوَايَةِ عَنْ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا،79/1، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392)

[98] (احياء علوم الدين، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 411/4، دار المعرفة بيروت)

[99] (سير اعلام النبلاء، باب صَاحِبُ الأَنْدَلُسِ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الحَكَمِ،171/13، مؤسسة الرسالة،الطبعة: الثالثة، 1405 ھ / 1985 م)

[100] (احياء العلوم، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 411/4، دار المعرفة بيروت)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عامر بن امر القیس کے ساتھ چار ماہ رہا میں نے انہیں دن یا رات کو سوتے نہیں دیکھا۔[101]

حضرت کہمس بن حسن ہر رات میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھتے اور اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتے اے ہر بُرائی کی جڑ(نماز کے لئے) کھڑا ہو جا جب ضعف(کمزوری) بہت زیادہ ہو گیا تو روزانہ پانچ سو رکعتیں کر دی تھیں اور اس پر رویا کرتے تھے کہ میرا آدھا عمل جاتا رہا۔[102]

حضرت ہناد بن السری کوفی اپنے زمانے کے عظیم الشان محدث تھے(امام المحدثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ ان کی علمی عملی عظمت وبلندی کے معترف تھے)عبادت میں بھی بہت بلند مقام تھا خوفِ الٰہی سے بہت زیادہ روتے رہتے تھے سورج نکلنے سے زوال تک اور ظہر سے عصر تک نوافل میں مشغول رہتے۔

عصر سے مغرب تک انتہائی سوز و گُداز سے تلاوتِ قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ستر برس(۷۰)اسی طرح عبادت میں گزارے۔رات کی عبادت میں کیا مقام ہو گا صوبہ عراق میں زُہد و تقویٰ عبادت میں اپنی نظیر(مثال) نہیں رکھتے تھے ربیع الاول ۲۴۳ ہجری میں وفات پائی کل عمر ۹۱ برس ہوئی۔[103]

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

حافظ الحدیث ابوالعباس محمد بن اِسحاق نیشاپوری ۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔حضرت امام بخاری اور امام مسلم جیسے جلیل القدر محدثین نے ان سے منقول اَحادیث کو صحیح[104]تسلیم کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک بہت لمبی سیڑھی ہے میں نے اس پر چڑھنا شروع کر دیا ہے ۹۹ سیڑھیاں ختم کیں مجھے اس خواب کی تعبیر دی گئی کہ آپ ۹۹ برس کی عمر پائیں گے۔حُبِّ(محبت) رسول اللہ ﷺ میں ان کے مرتبہ کا اندازہ اس ایک عمل سے کیا جاسکتا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کر کے حضور ﷺ کو اس کا ثواب پہنچایا اور بارہ ہزار دفعہ حضور ﷺ کی طرف سے قربانیاں دیں ربیع الآخر ۳۱۳ھ میں وفات پائی۔[105] (تذکرہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

حافظ الحدیث، امام المحدثین حضرت ابو محمد جعفر بن احمد نیشاپوری میں امام الحدیث شمار کئے جاتے تھے رات کو اس طرح تقسیم کیا تھا ایک حصہ میں کُتُبِ حدیث تالیف کرتے تھے اور دوسرے حصہ میں نوافل اور ذکر الٰہی میں صرف ایک حصہ سوتے تھے عمر بھر یہی معمول(دستور)رہا۔صرف تین دن بیمار رہے بیماری کے دنوں میں دن رات قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے تھے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔[106] (جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

---

[101] (احیاء العلوم، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 411/4، دار المعرفة بیروت)

[102] (احیاء علوم الدین، باب المقام الاول من المرابطة: المشارطة 410/4، دار المعرفة بیروت)

[103] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة الثامنة 70/2، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

[104] (علم حدیث میں اس سے مراد وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل، ثقہ، معتبر، متقی، کامل الضبط اور قوت حافظہ کے مضبوط ہوں۔اس حدیث کی سند متصل ہو، معلل و شاذ ہونے سے محفوظ ہو نیز کسی قوی حدیث کے مخالف نہ ہو۔)

[105] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة العاشرة، جلد 2 ص 214 الی 215، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

[106] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة العاشرة، جلد 2 ص 196 الی 197، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

محمد بن مسیب: حافظ الحدیث، زَاہِدِ اَعظم حضرت ابو عبداللہ محمد بن مسیب نیشاپوری جو اپنے زمانہ کے عظیم ترین محدث اور بہت بڑے عابِد تھے حُبِّ رسول ﷺ میں ان کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور اکرم ﷺ کا ذِکرِ خیر فرماتے تو بے اِختیار (بغیر کسی قابو اور اختیار کے) رویا کرتے تھے ایک لاکھ احادیث ان کو یاد تھیں۔ عشقِ رسول ﷺ میں بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی دونوں آنکھوں کی بینائی (آنکھ کی روشنی) ختم ہو چکی تھی۔ [107]

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۱۱)

وکیع عراقی: آپ بہت بڑے سَخی (دل کھول کر خرچ کرنے والے) تھے والدہ کی طرف سے میراث میں ایک لاکھ دینار حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوٹا دیا۔ آپ ہر رات ایک ختم قرآن مجید کرتے تھے شب بیدار تھے عراق کے عظیم امام ابو حنیفہ کے مُقلِّد تھے۔ ولادت ۱۱۹ھ وفات ۱۹۷ھ حج کی واپسی کے بعد فوت ہوئے۔ [108]

ابن جریج رومی مکی: مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت ۸۰ھ وفات ذوالحجہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ ۱۸ برس دینی عُلوم حاصل کرنے میں صَرف کئے۔ صائِمُ الدَّہر تھے ان کی اہلیہ بھی بہت عبادت گزار اور سخی تھیں معمولی سائل کو بھی ایک دینار عطا فرمادیا کرتے تھے۔ [109]

امام اوزاعی: ولادت ۸۸ھ میں ہوئی۔ بہت بڑے محدث وفقیہ تھے غریب گھرانہ کے چشم وچراغ تھے یتیم (بلوغت سے قبل والد فوت) ہوگئے تھے والدہ نے پَرورِش کی۔ ان کا وعظ بہت بڑا موثِّر تھا بلند اَخلاق تھے راتوں میں کثرت سے نوافل پڑھتے اور تلاوتِ قرآن بکثرت کرتے۔ زیادہ روزہ رکھنے کی وجہ سے بینائی میں ضُعف آگیا تھا۔ اَمر بِالمعروف و نَہی عَنِ المُنکَر (اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے) میں بے خوف اور لا طَمَع (بے حرص) تھے۔ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن علی خلیفہ سفاح عباسی کا چچا جب شام (ملک) میں پہنچ کر بنو امیہ کے قتل سے فارغ ہوا تو ایک دن اپنا دربار لگایا اور مسلح اَفواج اَطراف واَکناف میں کھڑی کردیں اور بڑا رُعب وہیبت کا منظر بنا کر بیٹھا اور مجھے بُلوا کر پوچھا کہ بنو امیہ کے قتل میں تیرا کیا خیال ہے؟

میں نے کہا آپ کے اور ان کے درمیان کچھ عہد وپیمان تھا مناسب تھا کہ وہ پورا ہوتا امیر یہ سن کر کچھ مُشتَعِل ہوا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی آواز میں موت کی بُو آنے لگی تھی لیکن میں نے بے خوف ہو کر کہا ان کا قتل تیرے لئے حرام تھا۔ میں نے ایک حدیث سنائی۔

فرماتے ہیں امیر سُن کر سخت غَضَبناک ہوا اور مجھے موت کا یقین ہو گیا لیکن اس نے مجھے دربار سے نکلوا دیا۔ جب میں نکلا تو پیچھے ایک فوجی بھاگتا آیا میں نے سمجھا کہ شاید یہ میرے قتل کے لئے آیا ہے۔ میں نے دو رکعت نفل کی نیت کر لی اس کے پہنچنے تک میں نے سلام پھیرا تو اس نے امیر کی طرف سے ایک تھیلی دیناروں کی پیش کی میں نے گھر تک پہنچتے ہی اسے راہِ خدا میں لٹا دیا۔ ان کی سَخاوت کا یہ عالم تھا کہ میراث میں صرف ۱۵ تا ۲۰ دینار چھوڑے صفر ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔ [110]

---

[107] (تاريخ الاسلام، باب محمد بن المسيب بن اسحاق، 299/7، دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 2003م)

[108] (تذكرة الحفاظ، باب الطبقة السادسة من الكتاب، جلد 1 ص 223 الى 225، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

[109] (سير اعلام النبلاء، باب ابن جريج الاموى عبد الملك بن عبد العزيز، 33/6، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ / 1985م)

[110] (تذكرة الحفاظ، المجلد الاول، جلد 1 ص 178 الى 182، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

حیات بن شریح مصری کا بھائی: حیات مُتَوَکِّل علی اللہ اور بہت زیادہ سخی تھے ان کا بھائی ان کی خدمت کرتا تھا۔ رات کو زیادہ عبادت میں مشغول رہتے۔

مسعر بن کدام: آپ بہت عبادت گزار تھے روزانہ پندرہ پارے پڑھ کر سوتے۔ ان کی پیشانی کثرتِ عبادت سے مجروح(زخمی) ہوگئی تھی ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔[111]

محدث شیخ محمد بن عبدالرحمن بن ذئب: آپ بڑے محدث تھے رات کو عبادت زیادہ اور آرام کم کرتے۔ پہلے صومِ داؤدی کے پابند تھے پھر مُستَقِل صائم الدَّہر ہوگئے۔ سردیوں، گرمیوں میں ایک لباس رہتا۔ خشک روٹی، رَوغَنِ زیتوں(زیتون کے تیل) کے ساتھ کھایا کرتے۔ جمعہ کے دن طُلُوعِ شَمس ہوتے(سورج نکلتے) ہی جامع مسجد میں تشریف لاتے اور عبادت میں مشغول رہتے ۱۵۹ھ میں وفات پائی۔[112]

شعبۃ بن الحجاج بصری: بڑے محدث تھے عمر بھر روزہ رکھتے رات کو کم سویا کرتے۔ کثرتِ صوم کی وجہ سے بدن کا چمڑا خشک ہوگیا۔ رکوع و سجود طویل کرتے کہ دیکھنے والوں کو وہم ہوتا کہ شاید بھول گئے ہیں۔ بڑے سخی تھے ۷۵ برس کی عمر پا کر ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔[113]

حماد بن سلمہ بصری: بڑے محدث تھے اَبدال[114] میں شمار ہوتے۔

قرآن پاک کی تلاوت بکثرت فرماتے ۸۰ برس کی عمر پا کر بحالت نماز ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔[115]

امام حسین کوفی: اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ تھے یہ تین اَفراد تھے۔ ایک ان کی والدہ، ان کے بھائی اور ایک یہ خود۔ تینوں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا عبادت کے لئے۔ والدہ کا انتقال ہوگیا تو دونوں بھائیوں نے رات کو عبادت کے لئے نِصْف نِصْف(آدھا آدھا) کر لیا۔ پھر ان کے بھائی کا بھی انتقال ہوگیا تو یہ خود ساری رات عبادت کرتے تھے خوفِ خدا سے اتنا روتے تھے کہ نِیم(نِصف) بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ عبادت و زُہد میں بلند ترین مقام پر فائِز(پہنچے ہوئے) تھے ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

امام لیث بن سعد مصری: بہت بڑے امام تھے انیس(۱۹) برس کی عمر میں پہلا حج کیا سَخاوت کا یہ عالم تھا کہ سالانہ آمدَنی اَسّی(۸۰۰۰۰) ہزار تھی لیکن اتنی وُسعَت(فراخی) کے باوجود کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی ایک بہت بڑے عالم کا مکان جل گیا تو اسی وقت ان کو ایک(۱۰۰۰) ہزار دینار بھیجے۔

ایک عورت نے تھوڑا سا شہد مانگا تو اس کو ایک مٹکا دے دیا۔ امام لیث بن سعد ہر سال امام مالک کی خدمت میں ایک سو دینار بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو معلوم ہوا کہ امام پر پانچ سو دینار قرض ہے اُسی وقت قرض اتار دیا۔ لباس کے مسئلہ میں اس آیت پر بھی عمل پیرا تھے۔

---

[111] (تاریخ الاسلام، باب مسعر بن کدام بن ظهير، 212/4، دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 2003م)

[112] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة الخامسة من الكتاب، 143/1، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

[113] (سیر اعلام النبلاء، باب شُعْبَةُ بنُ الحَجَّاجِ بنِ الوَرْدِ الأَزْدِيُّ العَتَكِيُّ، جلد 7، ص 209 الی 229، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ / 1985م)

[114] (ابدال اللہ کے وہ مقرب بندے ہیں، جو ولایت کے اس مقام پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کی دعاؤں سے اللہ تعالی بارش برساتا ہے، کفار اور دشمنوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے اور ان کی دعاؤں کی برکت سے عذاب و حوادث کو دور فرماتا ہے)

[115] (سیر اعلام النبلاء، باب حماد بن سلمة، جلد 7 ص 106 الی 112، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ / 1985م)

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی۔

۹۴ھ میں ولادت ہوئی جمعہ کی رات شعبان کی ۱۵ تاریخ کو ۸۱ سال کی عمر پاکر ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔[116]

حافظ الحدیث بشر بن مفضل: بہت بڑے عُبّاد(عبادت کرنے والوں) میں سے تھے سلسلہ نَسب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ صوم داؤدی کے پابند تھے اور روزانہ چار سو رکعات نفل پڑھتے تھے۔[117]

حضرت ہارون بہت بڑے محدِّث گزرے ہیں۔ ستَّر(۷۰۰۰۰) ہزار حدیث اس طرح یاد تھی کہ فرمایا کرتے جو حدیثیں مجھے یاد ہیں ان میں اگر کوئی ایک حرف کی کمی بیشی کرکے لائے تو میں فوراً اس کی اِصلاح کردوں گا۔ یہی محدث چالیس(۴۰) برس عشاء کے وضوسے صبح کی نماز پڑھی۔ چاشت کی ۱۶ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ شہرِ اَوسَط(درمیانِ مہینہ) میں ربیع الآخر ۲۰۶ میں وفات پائی۔

حضرت منصور بن مُعْتَمِر کوفی حضرت سعید بن جبیر تابعی کے شاگردِ خاص تھے۔ چالیس سال مُتَواتِر روزے رکھے اور عشاء کے وضوسے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ کثرتِ گریہ سے آنکھیں سفید ہوگئی تھی ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔[118]

حضرت داؤد بن ابی ہند بہت بڑے محدث تھے چالیس(۴۰) سال مسلسل روزے رکھے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ۵۰ھ میں ولادت اور ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی حج سے واپس ہوتے ہی فوت ہوئے۔ رحمۃاللہ علیہ[119]

حضرت سلیمان تیمی بصری رحمۃاللہ علیہ چالیس(۴۰) برس عشاء کے وضوسے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ ہر سجدہ میں ستر(۷۰) بار تسبیح کہا کرتے۔ ۹۷ برس عمر پائی بصرہ میں ان سے بڑھ کر اور کوئی عبادت گزار نہ تھا چالیس برس صوم داؤدی رکھے۔ ہر گھنٹے میں کچھ نہ کچھ راہِ خدا میں دیتے تھے اگر کچھ نہ ہوتا دوگانہ(دو رکعت نماز) پڑھ لیتے۔[120]

عمر بھر عصر سے مغرب تک ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ مَمنوعَاتِ شَرعِیَّہ(شرعاً ناجائز چیزوں) سے ہمیشہ دامن صاف رہا مَرَضُ المَوت(ایسی بیماری جس کا نتیجہ موت ہو) میں رورہے تھے پوچھا تو فرمایا ایک گناہ زندگی میں ہوا وہ یہ کہ تقدیر کے منکر کو سلام کا جواب دیا تھا ۲۸۶ھ میں وفات ہوئی۔

---

[116] (تاریخ الاسلام، باب اللیث بن سعد شیخ اقلیم مصر و عالمه، 710/4، دار الغرب الإسلامي، الطبعة: الأولى، 2003م)

[117] (سیر اعلام النبلاء، باب بشر بن المفضل، جلد 495/7، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ/1985م)

[118] (سیر اعلام النبلاء، باب مَنْصُوْرُ بنُ المُعْتَمِرِ أَبُو عَتَّابٍ السُّلَمِيُّ، جلد 5، ص 406 الی 408 مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ/1985م)

[119] (سیر اعلام النبلاء، باب دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ دِيْنَارِ بنِ عُذَافِرٍ الخُرَاسَانِيُّ، جلد 6، ص 376 الی 378، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ/1985م)

[120] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة الرابعة من الکتاب، جلد 1 ص 113 الی 115، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

انتباہ: وہ تو صرف منکر تقدیر تھا آج تو پانی سر سے اُوپر ہو گیا کہ خدا(جل جلالہ) رسول اللہ (ﷺ) کے نہ صرف منکرین بلکہ کھلے (سرِ عام) بندوں کو گالی بکتے ہیں تو ہمارے بھائی مسلمان نہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے علامہ و پیرانِ طریقت انہیں نہ صرف گلے لگاتے ہیں بلکہ اپنے تقدیر و تدبیر کا گویا کار ساز (حاجت روا) سمجھ کر ہزاروں خُوشامدوں(چاپلوسیوں) سے پیش آتے ہیں۔ وَاللہُ تعالیٰ اَعلَم (اللہ ہی بہتر جانتا ہے) ان حضرات کو قیامت میں کس طرح کی حاضری کا خیال ہے۔

حضرت ابن عون بہت بڑے محدث تھے عمر بھر صوم داؤدی کے پابند رہے۔ میدانِ جہاد میں زبردست مجاہد تھے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔ (121)

حضرت عمرو بن دینار آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ زیادہ تر مسجد میں رہتے تھے بہتر مجاہد بھی تھے عبادت کے لئے رات کی تقسیم کر رکھی تھی۔ ایک حصہ میں حدیث شریف پڑھایا کرتے، ایک حصہ سویا کرتے، ایک حصہ عبادت کیا کرتے۔ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔ (122)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ تھے اور صَرّاف (زیورات کا کاروبار کرنے والے) تھے حجاج بن یوسف کی موت پر بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے ۷۵ھ میں وفات پائی۔ (123)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہادت کا درجہ پایا اور ان کی شہادت کا واقعہ اور حجاج بن یوسف کے سامنے بے مِثال اظہارِ حق کا واقعہ مشہور ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اَرشَدتلامِذہ (نہایت نیک بختوں) میں ہیں۔

اللہ کے خوف سے اتنا زیادہ روتے تھے کہ آنکھیں سفید ہو گئی تلاوت کا اتنا زیادہ شوق تھا کہ ہر رات میں پندرہ سپارے تلاوت کیا کرتے تھے اور اس آیت

اِتَّقُوا يَوْماً تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّهِ (پارہ۳، سورۃ البقرۃ، آیت۲۸۱) (یعنی اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھروگے۔)

کو رات کے وقت کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھا۔ ایک دفعہ بیت اللہ کے اندر جب داخل ہوئے تو ایک ہی رکعت میں قرآن مجید ختم کر دیا۔ (124)

حضرت ابو رِجاء عمران بن ملہان البصری جلیل القدر تابعی ہیں۔ نہایت کثرت کے ساتھ نمازیں اور بہت زیادہ قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں دس دن کے اندر تراویح میں قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کا چالیس سال تک کا معمول رہا کہ مغرب سے پہلے کھانا تَناوُل فرما کر مغرب کے بعد نوافلِ اَوّابین سے فراغت پاکر تھوڑی دیر کے لئے آرام فرماتے تھے۔ وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کر کے اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے اور تیس برس تک آپ نے مسلسل روزے رکھے۔

---

[121] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الرابعۃ من الکتاب، 118/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[122] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الرابعۃ من الکتاب، جلد 1 ص 85 الی 86، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[123] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الثالثۃ من الکتاب، 59/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[124] (تذکرۃ الحفاظ، باب المجلد الاول، 77/1، دار احیاء التراث العربی)

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ اُنھوں نے بھی چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور تیس تیس برس مُتَواتِر روزے رکھے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں۔ بہت بڑے محدث اور اپنے شہر میں بہت بڑے عالم تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے اور روزہ کی حالت میں ہی وفات پائی روزانہ ساڑھے سات پارے قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عمر بھر تہجد کو نَاغہ نہیں ہونے دیا۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے 94ھ میں وفات پائی۔[125]

سعید بن المسیب جلیل القدر اور مشہور تابعی ہیں ان کے پاس ایک ہزار روپیہ تھا۔ روغَنِ زیتون کی تجارت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔ حکومت سے وظیفہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ صائم الدہر اور قائم الیل (راتوں کو قیام کرنے والے) تھے چالیس حج کئے۔ ۹۱ھ یا ۹۴ھ میں وفات ہوئی۔

محدث بصرہ حضرت یزید بن زریع اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار (اپنی مثل آپ تھے) تھے۔ ۸۱ برس کی عمر پاکر ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس (۳۰) برس مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ کی ایک کرامت مشہور ہے کہ قحط کے اَیّام (دِنوں) میں جب ان کا تَذکِرہ کیا جاتا تو بارش ہو جاتی تھی۔ جِہادِ نَفْس (اپنے نفس پر قابو پانے) کا یہ عالم تھا کہ سردیوں میں مکان کی چھت پر اور گرمیوں میں مکان کے اندر عبادت کرتے تھے۔ کثرتِ سُجود سے پیشانی زخمی ہو چکی تھی ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔[126]

حافظ الحدیث امام العصر حضرت خالد بن عبداللہ واسطی اپنے زمانے میں علم حدیث کے بہت بڑے ماہر تھے۔ امر بالمعروف میں ان کا امتیازی مقام تھا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ چار دفعہ اپنے آپ کو چاندی سے تول کر اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ جمادی الاول ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔[127]

حضرت امام ابو بکر کرامائی رحمۃاللہ علیہ اپنے زمانے میں بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بہن رونے لگی فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں بفضل اللہ تعالیٰ اس مکان میں (جس میں وفات ہوئی) اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تجارت، حج اور جہاد میں ان کی زندگی گزری چار ماہ جہاد اور چار ماہ تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حدیث میں ان کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ عبادت میں امام العابدین (عبادت گزاروں کے امام) تھے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔ ایک دفعہ ان کے والد نے ان کے حافظے کا امتحان لینے کی غَرَض سے کہا کہ عبداللہ اگر تیرے سارے کُتُب خانے کو جلادوں تو تیرے پاس کیا رہ جائے گا؟

فرمایا! الحمدللہ یہ سب کچھ میرے سینے میں محفوظ ہے۔ کُتُب خانے کے جل جانے سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوگا۔

[125] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الثانیۃ من الکتاب، 50/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[126] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الرابعۃ من الکتاب، 101/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[127] (تاریخ بغداد وذیولہ، باب خالد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یزید، 291/8، دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1417ھ)

فائدہ: الغرض زُہد و تقویٰ، شُجاعت و بہادری، خوش بیانی وشبِ زندہ دَاری (رات بھر عبادت کرنے) میں بے مِثل و بے مِثال تھے۔ اپنے زمانے میں **جَمَعَتْ فِیْہِ جَمَیْعُ خِصَالِ الْخَیرِ** (ان کے اندر تمام طرح کی خوبیاں اکٹھا ہوگئی تھیں)، سراجُ الاُمّت امام اعظم کے بلند پایہ شاگردوں میں سے تھے۔ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ (صفحہ ۲۵۹)

تتمہ: کثرتِ عبادت سے ہر طرح کی عبادت مراد ہے کہ جس میں رضائے الٰہی مقصُود (مقصد) ہو وہ صرف نوافل یا تلاوتِ قرآن سے مخصُوص (خاص) نہیں اور بِحَمدہٖ تعالیٰ ہر طرح کی عبادت یعنی اسلام کے ہر شعبے میں کثرتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین اور آئمہ مُجتہدین اور اَسلافِ صالحین رحمہم اللہ سے ثابت ہے۔ چند نَمُونے (مثالیں) مُلاحظہ ہوں:

امیر المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا حجرہ مبارک مُبْلَغ (نقد) ایک لاکھ روپے لے کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فَروخَت کر دیا اور یہ رقم ایک ہی دن میں غُروبِ آفتاب سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دی۔ آپ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی۔ (جلد ا صفحہ ۲۷،۲۸)

نوٹ: یہ حجرہ وہی ہے جس میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا مزار پُر انوار اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حجرہ کو خرید کر اسی طرح وَقْف رہنے دیا۔

ایک موقعہ پر حضرت اُمُّ المُومنین سیّدۃ النِّساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک ہی دن میں ایک لاکھ اسی (۱۸۰۰۰۰) ہزار روپیہ تقسیم فرمادیا۔ افطاری کے وقت خادِمہ سے فرمایا کوئی چیز لاؤ روزہ کھول لیں؟ خادِمہ نے خشک روٹی اور روغنِ زیتون پیش کیا اور عرض کیا کہ کاش چار آنے رکھ لئے ہوتے اور گوشت منگوا کر روزہ افطار کر لیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا اگر اس سے قَبل کہتی تو میں اس سے کچھ رکھ لیتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جن کو قتل کر دیا پھر انہیں خواب میں کہا گیا کہ خدا کی قسم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو مسلمان جن کو قتل کر دیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواب ہی میں جواب دیا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اَزواجِ رسول ﷺ کے ہاں کیوں آتا۔ کہا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس وقت آیا تھا جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کپڑے پہن رکھے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خواب سے گھبراہٹ کے ساتھ بیدار ہوئیں اور احتیاطاً ۱۲ ہزار روپیہ فی سَبِیل اللہ بطور خُون بَہا (دیت) کے مصارِفِ خَیر میں خرچ کر دیا۔[128]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ابوالدرداء عویمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ کے رہنے والوں میں سے تھے تجارتی کاروبار کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور میں نے اسلام قبول کیا تو میرا تجارتی کاروبار نہایت وَسیع (بڑے) پیمانے پر

---

[128] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الاولی، 25/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

تھا۔ میں نے بے حد کوشش کی کہ تجارت اور عبادت دونوں کا سلسلہ چلتا رہے لیکن تجارت کے ساتھ عبادت کا سلسلہ قائم نہ رہ سکا تو میں نے تجارت کو چھوڑ کر عبادت کو پسند کر لیا۔

خدا کی قسم میرا دل پسند نہیں کرتا تھا کہ میری دکان مسجد کے دروازے پر ہو اور جماعت کے زائل ہونے کا احتمال بھی نہ ہو اور ایک لاکھ کی روزانہ آمدنی ہو اور عبادت کے ساتھ جمع کروں بلکہ میں اتنی کھلی تجارت کے مقابلہ میں عبادت کو ہی پسند کرتا ہوں۔ کسی نے کہا کہ آپ تجارت سے اتنا گریز کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا قیامت کے دن اللہ کے ہاں حساب کے خطرے کی وجہ سے میں فقر (درویشی) کو پسند کرتا ہوں تاکہ احکام کی پابندی کر سکوں اور بیماری کو پسند کرتا ہوں تاکہ گناہ جھڑتے رہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے حافظ اور قاری تھے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ عزت اور شوکت بخشی تھی کہ ان کی مجلس شاہی دربار کی طرح علم حاصل کرنے والوں سے بارونق رہتی تھی۔[129]

کثرتِ ذکرالٰھی: محدث اعظم حضرت داؤد بن ابی ہند بصری علم حدیث میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ چالیس برس مسلسل روزے رکھے ذکر الٰہی کا یہ حال تھا کہ ہر وقت زبان ذکر الٰہی سے تازہ رہتی تھی۔ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے گھر سے دکان تک آنے جانے میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ولادت ۵۰ھ اور ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی۔ حج سے واپسی پر گھر پہنچتے ہی جاں بحق ہو گئے۔[130] (جلد اصفحہ ۱۲۹)

کثرتِ عبادت: حافظ الحدیث حضرت سلیمان تیمی بصری چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ ہر سجدہ میں ستر دفعہ تسبیح کہا کرتے تھے۔ ۹۷ برس میں عمر پائی بصرہ میں عبادت میں سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے چالیس برس صوم داؤدی کے پابند رہے۔ ہر گھنٹے میں کچھ نہ کچھ فی سبیل اللہ دیا کرتے تھے۔[131]

کثرتِ عبادت: حافظ الحدیث حضرت عمرو بن دینار ۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے زیادہ تر مسجد میں ہی رہتے تھے۔ میدانِ جنگ میں بہترین مجاہدوں میں سے تھے رات کی تقسیم اس طرح ہوتی تھی کہ ایک حصہ حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے اور ایک حصہ سویا کرتے تھے اور تیسرے حصے میں عبادت کیا کرتے تھے ۱۲۶ھ میں وفات ہوئی۔[132] (جلد اصفحہ ۱۰۶)

کثرتِ صلوٰۃ:

شیخ المحدثین حضرت امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں ممتاز ترین محدثین میں سے تھے۔ ۵۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی چوبیس گھنٹے میں ایک سو پچاس رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ (جلد اصفحہ ۱۱۷)

---

129) (تاریخ دمشق لابن عساکر، باب العلاء بن الحارث بن عبد الوارث، 107/47، : دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، عام النشر: 1415 ھ 1995 م)

130) (سیر اعلام النبلاء، باب دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ دِيْنَارِ بنِ عُذَافِرٍ الخُرَاسَانِيُّ، جلد 6، ص 376 الی 378، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405 ھ / 1985 م)

131) (تذکرة الحفاظ، باب الطبقة الرابعة من الکتاب، جلد 1 ص 113 الی 115، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

132) (تذکرة الحفاظ، باب الطبقة الرابعة من الکتاب، جلد 1 ص 85 الی 86، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

حضرت ثابت بن اسلم البنانی جلیل القدر تابعی ہیں۔اپنے زمانہ میں بلند پایہ محدث وفقیہ تھے عبادت میں یہ مقام تھا کہ روزانہ قرآن کریم کا ایک ختم فرماتے تھے۔بارہ مہینے روزہ رکھا کرتے تھے کثرتِ گریہ سے بینائی برائے نام باقی رہ گئی تھی۔اسی برس کی عمر پا کر ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔[133] (جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

شیخ المحدثین حضرت صفوان بن سلیم جلیل القدر فقیہ تھے تیس برس مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ان کی یہ کرامت مشہور ہے کہ قحط کے دنوں میں جب ان کا تذکرہ کیا جاتا تھا تو بارانِ رحمت نازل ہوتی تھی۔ریاضت اور جہاد بالنفس کا یہ عالم تھا کہ غفلت و سستی کا علاج کرتے ہوئے سردیوں میں مکان کی چھت پر اور گرمیوں پر مکان کے اندر عبادت کیا کرتے تھے۔کثرتِ سجود کے باعث پیشانی شدید زخمی ہو چکی تھی ۱۳۲ھ میں وفات ہوئی۔[134] (جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

حجۃ الاسلام حافظ الحدیث حضرت منصور بن معتمر کوفی، شہید فی سبیل اللہ حضرت سعید بن جبیر کے خاص شاگرد تھے چالیس سال متواتر روزے رکھے اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی بہت زیادہ رونے سے آنکھیں سفید ہو گئیں تھی ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔[135] (جلد ۱ صفحہ ۱۳۴)

خواتین عبادت گزار: مرد حضرات تو عبادت کا ہر شعبہ آسانی سے ادا کر سکتا ہے لیکن خواتین کے لئے بظاہر ہر شعبہ مشکل ہے لیکن الحمد للہ خواتین میں بعض ایسی باہمت بیبیاں گزری ہیں جو بظاہر بعض مردوں سے بازی لے گئیں۔اسی لئے ارادہ ہوا کہ اس باب میں ان خواتین کا ذکر خیر ہو جائے جو کثرتِ عبادت میں ضرب المثل ہیں۔تبرک کے طور پر چند خواتین کا ذکر مبارک پڑھتے ہیں

والدہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: آپ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر نماز میں چھ پارے تلاوت فرمایا کرتیں گویا پانچ نمازوں میں قرآن مجید ختم ہو جاتا۔خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ رمضان المبارک میں ایک ختم روزانہ دن کو اور ایک ختم رات کو اور ایک ختم تراویح میں یعنی کل ۶۱ ختم ہوئے۔اس طرح آپ کا چالیس سال تک معمول رہا چالیس سال نمازِ عشاء سے تا صبح بیدار رہتے اور تیس سال مسلسل روزے رکھے۔تفصیل گزری ہے۔

فائدہ: فتاویٰ سرہند میں ہے آپ کی والدہ گرامی کا نام سیدہ خدیجہ ہے لکھا ہے کہ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

پیرانِ پیر دستگیر سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں رضی اللہ تعالیٰ عنہا: دریائے دجلہ کے کنارے ابو صالح موسیٰ جنگی روزے کی حالت میں چلے جا رہے تھے کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔کھانے کی کوئی ایسی اشیاء موجود نہ تھی کہ جس سے روزہ افطار کر کے بھوک کی شدت کو دور کیا جا سکے۔

---

[133] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الرابعۃ من الکتاب، 94/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[134] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقۃ الرابعۃ من الکتاب، 101/1، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ 1998م)

[135] (سیر اعلام النبلاء، باب مَنْصُوْرُ بنُ المُعْتَمِرِ أَبُو عَتَّابٍ السُّلَمِيُّ، جلد 5، ص 406 الی 408 مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الثالثۃ، 1405ھ / 1985م)

عین افطار کے وقت ایک سیب پانی میں بہتا ہوا چلا آرہا تھا۔ آپ نے اس سیب کو ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا اور اس سے روزہ افطار کیا۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد اچانک خیال آیا کہ سیب مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا غضب ہو گیا۔

روز محشر اگر مالک نے سیب طلب کیا تو کہاں سے دوں گا۔ یہ سوچ کر بے قرار ہو گئے فوراً فیصلہ کیا کیوں نہ اس کے مالک کو تلاش کر کے معافی طلب کر لی جائے چنانچہ یہ دریا کی مخالف سمت میں چل دیئے اور کئی دنوں کی مسافت کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں دریا کسی باغ سے گزر رہا تھا اور دریا کے کنارے سیب کے بڑے بڑے درخت لگے ہوئے تھے جن پر بے شمار سیب لٹک رہے تھے آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ سیب انہیں درختوں میں سے کسی ایک درخت سے دریا میں گرا ہے۔

لہٰذا آپ باغ کے مالک کے پاس معافی کی طلب کی غرض سے باغ میں داخل ہوئے۔ یہ باغ وقت کے ولی حضرت عبداللہ صومعی رحمۃاللہ علیہ کا تھا جو صاحب کرامت بزرگ تھے وہ نوجوان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃاللہ علیہ کے پاس معافی مانگنے پہنچ گئے اور عرض کرنے لگے حضور میں نے آپ کے باغ کا سیب جو کہ دریا میں بہتا چلا رہا تھا آپ کی اجازت کے بغیر کھالیا ہے میں اپنی اس غلطی پر بہت شرمسار ہوں۔ برائے کرم میری اس غلطی کو معاف فرمادیں تاکہ بروزِ قیامت بارگاہ خداوندی میں مواخذہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ صومعی رحمۃاللہ علیہ صاحب نظر اور صاحب کرامت بزرگ تھے آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ نوجوان کوئی غیر معمولی ہستی کا مالک ہے کیوں نہ اسے اپنے پاس رکھ کر قربِ الٰہی کی منازل طے کرائی جائیں اور انہیں کسی طرح نکلنے نہ دیا جائے فرمایا اے نوجوان تو نے میری اجازت کے بغیر سیب کھا کر یقیناً غلطی کی ہے اگر تو معافی چاہتا ہے تو دو سال تک میرے باغ کی رکھوالی کر پھر کہیں سوچوں گا کہ تیری اس غلطی کو معاف کیا جائے یا نہیں۔

چنانچہ اس نوجوان نے یہ شرط منظور کر لی اور مسلسل دو سال تک خدمت میں گزار کر پھر حاضر خدمت ہوئے عرض کی حضور دو سال بیت چکے ہیں خدارا میری اس غلطی کو معاف فرمایئے۔ آپ نے فرمایا ابھی دو سال اور اس باغ کو سیراب کر و اس کے بعد سوچوں گا کہ تمہاری غلطی معاف کی جائے یا کہ نہیں وہ نوجوان کام میں مشغول ہو گیا۔ انتہائی محنت اور دیانت داری سے باغ کو پانی دیا کرتے دن بھر روزہ رکھتے اور رات کا کثیر حصہ عبادت میں بسر کرتے۔

روایت میں آتا ہے کہ محمد ابو صالح جنگی نے بارہ سال تک اس باغ کی رکھوالی کی آخر کار حضرت عبداللہ صومعی رحمۃاللہ علیہ نے آخری شرط یہ رکھی کہ اے نوجوان بے شک تم آزمائش کی کسوٹی پر پورے اُترے ہو مگر ابھی ایک خدمت اور باقی ہے۔

وہ یہ ہے کہ میری بیٹی سے شادی کرنا ہو گی جو کہ بہت عیب دار ہے آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، پاؤں سے لنگڑی اور زبان سے گونگی ہے۔ کیا تمہیں میری یہ آخری شرط منظور ہے؟ نوجوان محمد ابو صالح عرض کرنے لگے حضور اگر آپ کی مرضی اسی میں ہے تو بھلا میں کیا اعتراض کر سکتا ہوں مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃاللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے کر دیا۔ جب وہ نوجوان پہلی رات اپنی رفیقہ حیات کے پاس گیا اور اُنہوں نے اپنی بیوی پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ گویا وہ کوئی پرستان کی پری ہے۔ حسن و جمال کا ایسا پیکر ہے کہ جسے دیکھ کر جنت کی حوریں بھی فخر کریں گویا چودھویں کا چمکتا ہوا ایک چاند ہے جس میں کسی قسم کا ظاہری عیب نہیں۔ انتہائی حسین آنکھیں، انتہائی دلکش آواز آپ فوراً حضرت صومعی رحمۃاللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرنے لگے حضور! آپ نے تو فرمایا تھا کہ آپ کی بیٹی کافی عیب دار ہے لیکن میں نے دیکھا وہ تو آنکھیں بھی رکھتی ہے، زبان سے بولتی بھی ہے، کانوں سے سنتی بھی ہے اور پاؤں سے چلتی بھی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کے اوصاف:

حضرت صومعی نے فرمایا! ابو صالح میں نے اپنی بیٹی میں جو عیب بتائے تھے وہ بالکل درست ہیں۔ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی اس لئے ہے کہ آج تک اس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا، کانوں سے بہری اس لئے ہے کہ اس نے قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی دوسرا غیر ضروری جملہ نہیں سنا، زبان سے گونگی اس لئے کہ آج تک آیاتِ قرآنی یا احادیث نبوی کے علاوہ کوئی دوسری غیر شرعی بات نہیں کی اور پاؤں سے لنگڑی اس لئے کہ آج تک اپنے باپ کی دہلیز چھوڑ کر باہر نہیں نکلی یہی وجہ ہے کہ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی، پاؤں سے لنگڑی، زبان سے گونگی اور کانوں سے بہری ہے۔

اللہ اکبر! کیا شان تھی ہمارے اسلاف کی زہد و تقویٰ، پرہیزگاری و عبادات میں جہاں حضرت صالح موسیٰ جنگی دوست یکتائے زمانہ تھے اس طرح آپ کی رفیقہ حیات حضرت فاطمہ بنت عبداللہ صومعی بھی علم و عمل، شرم و حیا کی پیکر تھیں پھر کیوں نہ ان کے بطن اقدس سے حضور غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کامل ترین شخصیت پیدا ہوں۔ (136)

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ماں رحمہما اللہ: حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پانچ سال کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے جو اپنے وقت کی ایک بڑی صالح اور باخدا خاتون تھیں اس دُرِ یتیم کی پرورش اور دینی اخلاق تربیت کا مردانِ ہمت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب دستار بندی کا وقت آیا تو والدہ ماجدہ سے آکر کہا کہ استاد نے دستار بندی کا حکم فرمایا ہے میں دستار کہاں سے لاؤں؟

والدہ ماجدہ نے کہا بیٹا خاطر جمع رکھو میں اس کی تدبیر کروں گی چنانچہ روئی خرید کر کٹوایا اور بہت جلد عمامہ تیار کر کے دیا والدہ صاحبہ نے اس تقریب میں علماءِ وقت کی دعوت کی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ صاحبہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر میں کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں مجھے یہ سن کر بڑا ذوق آتا۔ ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی میں تنگ آگیا اور اس آرزو میں رہا کہ والدہ صاحبہ کب یہ فرمائیں گی کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں۔ آخر وہ غلہ ختم ہوا اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں۔

یہ سن کر ایسا ذوق اور سرور حاصل ہوا کہ زبان سے بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک روز خواجہ صاحب نے والدہ کی قدم بوسی کی اور نئے چاند کی مبارک باد معمول کے مطابق پیش کی فرمایا آئندہ مہینہ کے چاند کے موقع پر کس کی قدم بوسی کروگے؟ میں سمجھ گیا کہ انتقال کا وقت قریب آگیا۔

حضرت بی بی رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: آپ ساری رات نماز میں کھڑی رہتی بسا اوقات تا سحر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرتیں عام حالات میں ایک رات میں ہزار ہزار رکعات پڑھتی۔ (خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲)

---

[136] (سیرۃ غوث الاعظم، جلد 26/1، / خاندان غوث اعظم، جلد 1 ص 4 الی 7)

مراتب:اللہ کے قرب کی یہ برکت ہوئی کہ کعبہ استقبال کرتا تھا۔اسی خزینۃالاصفیا ئمیں ہے کہ جس دن آپ حج کو روانہ ہوئیں تو ابھی راستہ میں تھیں کہ دیکھا کعبۃ اللہ استقبال کو آرہا ہے مجھے بیت اللہ نہیں مجھے رب کعبہ چاہیے۔(صفحہ ۴۱۳)

اسی سال حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو گئے ہوئے تھے اُنہوں نے دیکھا کہ کعبہ معظمہ اپنے مقام پر نظر نہیں آرہا حالانکہ آپ گھر سے چلے تو ہر قدم پر دودو نفل نماز ادا کرتے گئے۔اس طرح چودہ سال کے بعد مکہ شریف پہنچے۔یہ عرصہ بلخ سے مکہ شریف کے سفر کا تھا کعبہ کو اپنے مقام پر نہ دیکھ کر کہا یارب میری بینائی میں کمی آگئی ہے کہ بیت اللہ نظر نہیں آرہا۔ہاتف نے آواز دی کہ آپ کی نگاہ کی کوتاہی نہیں حقیقت یہ ہے کعبہ رابعہ کے استقبال کو گیا ہوا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت رابعہ تشریف لائیں آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے رابعہ کیا دنیائے کرامت میں شور بپا کیا ہے کہ کعبہ کو استقبال کے لئے بلا رکھا ہے۔حضرت رابعہ نے فرمایا آپ نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی کہ چودہ سال سے ایک ایک قدم پر نفل ادا کرتے آرہے ہیں لیکن پھر بھی تمہارے استقبال کے لئے کعبہ نہیں آیا اور میرے استقبال کو حاضر ہوا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تم چودہ سال اللہ تعالیٰ کی نماز میں رہے اور پھر اللہ کے گھر پہنچے اور میں اللہ تعالیٰ کی نیاز می رہی اس لئے کعبہ نے نیاز مندی سے میرا استقبال کیا۔(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۱۴)

انتباہ اُویسی غفرلہ:ایسی باتیں وہابیوں،دیوبندیوں اور ان کے ہمنوا فرقوں کو کفر نظر آتی ہیں حالانکہ یہ عین اسلام ہے کیونکہ کعبہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات ضرور ہیں لیکن خصوصی تجلیات کے مراکز اولیاء اللہ کے قلوب ہیں جیسے کہ حدیث قدسی شریف میں ہے کہ :

لا یسعنی عرش ولا کرسی ولا لوح ولا قلم ولکن یسعنی قلب المومن وھی عرش اللہ ۔(ابو دار النوادر تھانوی)

جب اللہ قلوبِ اولیاء میں اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہے تو پھر کعبۃ اللہ بزرگان خدا کی زیارت واستقبال بلکہ طواف نہ کرے گا تو کیا کرے گا؟اسی موضوع پر فقیر کے دو رسالے ملاحظہ ہوں۔القول الجلی ان کعبۃ تذھب الی زیارت الولی اور طواف کعبہ گرد اولیاء۔

فائدہ:اس میں جہاں حضرت رابعہ کی کثرت عبادت کا علم ہوا وہاں حضرت ابراہیم بن ادہم کی عبادت کا کمال بھی معلوم ہوا۔

بی بی راستی ملتانی رحمھا اللہ: آپ حضرت رکن عالم کی والدہ اور غوث العالم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ کی بہو ہیں۔بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں اور راست گوئی(سچی باتیں کہنے)میں یگانہ عصر(بے مثل)تھیں۔قرآن مجید کی حافظہ تھیں ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔آپ کا وصال ۶۹۵ھ میں ہوا۔مزار ملتان میں پاک دروازہ کے باہر ہے۔جمعرات کو لوگ جوق در جوق فاتحہ خوانی کے لئے حاضر ہوتے لیکن مردوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۲۹،۴۳۰)

بی بی اولیاء رحمھا اللہ تعالیٰ:حضرت عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ آپ چالیس دن تک حجرے میں رہتی اسی دوران اپنے ساتھ چالیس کھجوریں رکھ لیتی چالیس دن مکمل ہوتے تو کھجوریں تمام کی تمام موجود ہوتیں۔(خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۴۶۰)

نوٹ:ایسی پاکباز خواتین شمار سے باہر ہیں اور ان کی بزرگی مسلم(حقیقت)ہے اگر کثرت عبادت بدعت ہوتی تو ایسے اولیاء کاملہ خواتین عمل میں نہ ہوتیں۔انہی حوالہ جات سے مخالفین مان لیں تو بہتر ہے اسی سے ان کا اپنا بھلا ہے ورنہ ان کے انکار سے دین کو کوئی نقصان نہیں۔دوسری طرف خواتینِ اسلام کے لئے بھی درسِ عبرت ہے وہ بھی اگر ان خواتین کی پیروی کریں تو ان کے لئے مقامِ ولایت دو قدم ہیں۔

سوالات وجوابات

سوال: دن رات میں آٹھ آٹھ یا اس سے بڑھ کر قرآن ختم کرنا اور روزانہ ہزار رکعت یا اس سے بڑھ کر نوافل پڑھنا بعید از قیاس (قیاس سے دور) ہے؟

جواب: واقعی عوام کے لئے بعید از قیاس ہے لیکن خواص کی کرامات ہیں ان کے نُفوسِ قُدسیہ اور ان میں قوتِ ملکیہ ہوتی ہے اور کرامات کے منکر معتزلہ تھے اب ان کی وِراثت وہابیہ نے سنبھال رکھی ہے۔ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھوڑے وقت زبور پڑھ لینے کو وہابیہ مانتے ہیں اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ یونہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رِکاب[137] سے دوسرے رِکاب تک قرآن ختم کر لیتے تھے۔[138]

عقلی دلیل: ایک انگریز نے مجھ پر یہ سوال کیا کہ یہ مسئلہ مجھے عقل کی روشنی میں سمجھایئے میں نے کہا کہ یہ حقیقت مُسَلَّمہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے اور یہ غیر اِختیاری ذکر ہے لیکن محبوبانِ خدا کے سامنے جُملہ اِشیاء (تمام چیزیں) تابع حکم ہو کر اختیاری عبادت کرتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جونہی رکاب میں قدم رکھتے تو گویا اپنے رونگٹے رونگٹے اور ہر ہر بال کو حکم فرمادیتے کہ تیس پاروں کو آپس میں تقسیم کر لو اس طرح ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن ختم ہو جاتا۔

یہ ایسے ہے کہ اکیلا آدمی تیس پارے شب وروز بمشکل پڑھ سکتا ہے لیکن جب ہم اجتماعی طور پر (مثلاً قل خوانی وغیرہ) پڑھتے ہیں تو جلد ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال کثرتِ عبادات کا جواز ثابت ہو ہی جاتا ہے اور بطور کرامت کے تسلیم کر لیا جائے تو مسئلہ اور زیادہ مُحقَّق ہو جاتا ہے کہ کرامت منجانب اللہ بندہ خاص کو نصیب ہوتی ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے اسے کثرتِ عبادت کی توفیق بخش کر کرامت سے نوازا جو اہلسنت کے دلائل میں سے ایک مضبوط دلیل بن گئی۔

(ولکن الوھابیة قوم لا یعقلون) (لیکن وہابی ایسی قوم ہے جنہیں شعور نہیں)

سوال: رسول اللہ ﷺ سے تو نہیں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے تمام رات نماز پڑھی ہے یا ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے یا گیارہ رکعت سے زیادہ نماز پڑھی ہے تو یہ سب زیادتیاں عبادت میں بلاشبہ بدعت ٹھہریں؟

جواب: حضور ﷺ سے بھی تمام شب کی بیداری اور عبادت ثابت ہے چنانچہ **مسلم** اور **ابو داؤد** وغیرہ میں مروی ہے:

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم، «إذا دخل العشر، أحيا الليل، وأيقظ أهله، وجد وشد المئزر[139]

یعنی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب آخیر عشر رمضان آتا حضور ﷺ رات کو خود جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور تہبند مضبوط باندھ لیتے یعنی بیبیوں سے صُحبت نہ کرتے۔

فائدہ: نووی شارح مسلم میں لکھا ہے: استغرقه بالسهر في الصلاة وغيرها[140] (تمام شب بسبب اشتغال نماز اور دعا کے بیدار رہتے۔)

---

[137] (سوار کے پیر رکھنے کو زین کے دونوں تسمے میں لٹکے ہوئے آہنی پائدان جن سے ایک میں پیر ڈال کر گھوڑے پر چڑھتے ہیں)

[138] (شواھد النبوۃ مترجم، باب حضرت علی رضی اللہ عنہ، 280/1، طباعت ربیع الاول 1395ھ، 1975م)

[139] (صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، 832/2، الحديث 1174، دار إحياء التراث العربي – بيروت/ ابو داود، الحديث، 1376)

[140] (شرح النووى، كتاب الاعتكاف، باب الِاجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، 70/8، دار إحياء التراث العربي بيروت الطبعة: الثانية، 1392)

اور ابن اثیر جزری نے نہایہ میں لکھاہے: احیاء اللیل السهر فیه بالعبادة ترک النوم[141] (احیاءاللیل کے معنی عبادت کے لئے جاگنا اور نیند کا ترک کرنا ہے۔)

(۲) صحیح بن حبان اور کتاب الترغیب و الترہیب میں ہے:

عن عطاء قال: قلت لعائشة: أخبريني بأعجب ما رأيت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟قالت: وأي شأنه لم يكن عجبًا. إنه أتاني ليلة، فدخل معي في لحافي، ثم قال: ذريني أتعبد لربي. فقام فتوضأ، ثم قام يصلي، فبكى حتى سالت دموعه على صدره، ثم ركع فبكى، ثم سجد فبكى، ثم رفع رأسه فبكى، فلم يزل كذلك حتى جاء بلال فآذنه بالصلاة. فقلت: يا رسول الله ما يبكيك، وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر؟قال: ((أفلا أكون عبدًا شكورًا، و لم لا أفعل؟ وقد أنزل علي في هذه الليلة: {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ[142]

یعنی روایت ہے عطاء سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی عمدہ خبر سنائیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا حضور ﷺ کی کون سی خبر عمدہ نہیں ہے۔ ایک رات کا حال یہ ہے کہ حضور ﷺ میرے پاس آئے اور میرے ساتھ لحاف میں سو رہے پھر مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ مجھ کو چھوڑ تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں پس آپ ﷺ اُٹھے اور خود وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور روئے۔ یہاں تک کہ سینہ تک آنسو بہہ گیا پھر رکوع کیا اور روئے پھر سر اُٹھایا اور روئے پھر صبح تک اسی حال میں تھے یہاں تک کہ حضرت بلال آئے صبح کی اذان کے لئے تب میں نے کہا یا حضرت آپ کے گریہ کا کیا سبب ہے؟ آپ ﷺ کے سبب سے تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ معاف فرما دیئے فرمایا کیا میں بندہ شکر گزار نہ بنوں اور میں اتنی عبادت کیوں نہ کروں مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ

(پارہ۴، سورۃآل عمران، اٰیت۱۹۰)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

(۳) طٰه (1) مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی (پارہ۱۶، سورۃطٰہ، اٰیت۲-۱)

ترجمہ: طٰہٰ۔اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

---

[141] (النهاية في غريب الحديث والأثر، باب (حيا)، 471/1، المكتبة العلمية بيروت، 1399ھ 1979م)

[142] (تخريج احاديث احياء علوم الدين، باب 3406 (والأخبار الواردة في الملائكة الموكلين بالسماوات والأرض، 2160/5، دار العاصمة للنشر – الرياض، الطبعة: الأولى، 1408 ھ 1987 م)

نوٹ اس حدیث کو جن الفاظ کے ساتھ قبلہ مفتی فیض احمد اویسی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے تخریج احادیث احیاء العلوم اور دیگر کتب میں ہے البتہ صحیح ابن حبان میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: عَنْ عَطَاءٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ لِعُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَدْ آنَ لَكَ أَنْ تَزُورَنَا فقال أَقُولُ يَا أُمَّهْ كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا قَالَ فَقَالَتْ دَعُونَا مِنْ رَطَانَتِكُمْ هَذِهِ قَالَ بن عُمَيْرٍ أَخْبِرِينَا بِأَعْجَبِ شَيْءٍ رَأَيْتِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَالَتْ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي، قَالَ: «يَا عَائِشَةُ ذَرِينِي أَتَعَبَّدُ اللَّيْلَةَ لِرَبِّي» قُلْتُ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ قُرْبَكَ، وَأُحِبُّ مَا سَرَّكَ، قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ حِجْرَهُ، قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ لِحْيَتَهُ، قَالَتْ: ثُمَّ بَكَى فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ الْأَرْضَ، فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّا رَآهُ يَبْكِي، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ تَبْكِي وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ؟، قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَةٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيهَا {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... }» الْآيَةَ كُلَّهَا [آل عمران: 190] صحيح ابن حبان مخرجا: 386/2، حديث 620

کا شانِ نزول بھی ہمارا موید ہے تفاسیر میں ہے کہ سید عالم ﷺ عبادت میں بہت جُہد(سعی) فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکم الٰہی عرض کیا کہ اے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔[143]

(۴) گاہے گاہے کثرت عبادت بالخصوص تلاوت کی یہ کیفیت بھی ہوتی تھی کہ کبھی تقریباً دو دو اڑھائی اڑھائی پارے ہر رکعت میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[144] نمازِ عشاء کے بعد سونے سے قبل یہ سورتیں تلاوت فرما کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل (۲) سورۃ کہف (۳) سورۃ الم سجدہ (۴) سورۃ زمر (۵) سورۃ حم دخان (۶) سورۃ القمر (۷) سورۃ الحدید (۸) سورہ ئ الصف (۹) سورۃ جمعہ (۱۰) سورۃ منافقون (۱۱) سورۃ التاغبن (۱۲) سورۃ الملک (۱۳) سورۃ مزمل (۱۴) سورۃ اعلیٰ (۱۵) سورۃ زلزلزال (۱۶) سورۃ ا لتکاثر (۱۷) سورۃ الکٰفرون (۱۸) سورۃ اخلاص (۱۹) معوذتین (۲۰) سورۃ فاتحہ (۲۱) سورۃ بقرہ کا پہلا اور پچھلا رکوع (۲۲) آیت الکرسی (۲۳) سورۃ آل عمران کا آخری رکوع۔ اس کے علاوہ کچھ آیات اور بھی تلاوت فرما کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ اس لئے تھا تا کہ جواز ثابت ہو جائے۔

جواب ۲: اگر حضور ﷺ دائمی طور پر کرتے جیسے صُلَحائے (صالحین) اُمت سے ثابت ہے تو اس طرح اُمت پر فرض ہو جاتا جیسا کہ تراویح کے بارے میں **مشکوٰۃ شریف** وغیرہ میں ہے کہ آپ نے تین راتیں تراویح پڑھائی پھر چھوڑ دیں اور فرمایا کہ شاید مجھے دیکھ کر اور لوگ عمل کریں اور وہ فرض ہو جائے چنانچہ اسی خوف سے آپ نے نماز تراویح کی راتیں پڑھ کر ترک کر دیں۔ ثابت ہوا کہ کثرت عبادت بدعت مذمومہ نہیں اور نہ بے اصل و بے دلیل ہے بلکہ اس کا ماخذ روایاتِ صحیحہ میں موجود ہے۔[145]

خاتمہ

بدعت سنت بن گئی: دلائل سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے اسلاف صالحین کثرت عبادت سے سرشار تھے اور وہ عین سنت کے مطابق عمل فرماتے لیکن غیر مقلدین نے اس سنت کو بدعت کا فتویٰ جڑ دیا۔ جسے فقیر نے تفصیلاً ثابت کیا کہ یہ حسبِ عادت بدعت کہا گیا ہے ورنہ بدعت نہیں البتہ ان کے بہت سے معمولات بدعت ہیں جنہیں وہ سنت سمجھتے ہیں۔

بسم اللّٰہ جہر سے پڑھنا: جہری نمازوں میں بسم اللہ شریف فاتحہ سے پہلے آہستہ پڑھنا سنت ہے لیکن یہ غُرَباءِ فی العِلم (علم سے عاری) جہر سے پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ محدثین کے نزدیک نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

حضرت محدث کبیر امام وکیع جن کا تعارف ذیل میں عرض ہوتا ہے ان کے نزدیک نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔[146]

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۲۸۲)

---

[143] (تفسیر النسفی، سورۃ طٰہٰ تحت آیت نمبر 2، باب2، 356/2، دار الکلم الطیب، بیروت، الطبعة: الأولی، 1419 ھ 1998 م)

[144] (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل، 536/1، الحدیث 772، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

[145] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصَّلَاۃ، بَاب قیام شھر رَمَضَان: باب الفصل الاول، 405/1، الحدیث 1295 المکتب الإسلامي – بیروت الطبعة: الثالثة، 1985)

[146] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة السادسة عشرۃ، جلد 4 ص 282 الی 286، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، الطبعة: الأولی، 1419ھ 1998م)

آپ بہت بڑے محدث تھے۔ عراق میں ان کے پایہ کا کوئی محدث نہ تھا بہت بڑے سخی تھے۔ آپ کو والدہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ میراث ملا تو آپ نے راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور **بسطة في العلم و الجسم** (یعنی علم اور جسم دونوں میں زیادہ) تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مشہور صوفی) آپ کے ہم زمان تھے آپ سے ازراہ مزاح فرمایا کہ آپ شب زندہ دار ہوئے فربہ وجود موٹے کیوں فرمایا ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اسلام کی خوشی سے آپ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔[147]

آٹھ تراویح بدعت ھے: حضور ﷺ کے زمانہ اقدس سے لے کر تا حال اہل اسلام کے کئی مسلک میں آٹھ تراویح کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ صرف غیر مقلدین کی ایجاد کردہ (بدعت) ہے جو اُنہوں نے اپنے غلط اجتہاد کی بناء پر حدیث کو نہ سمجھ کر تہجد کی رکعات کو تراویح بنا دیا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "آٹھ تراویح بدعت ہے"

حالانکہ بیس تراویح احادیث سے صراحۃً ثابت ہے جسے یہ لوگ سنت عمری کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں اور بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہونے کے علاوہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بھی ثابت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ۔[148] (میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔) (مشکوٰۃ شریف)

فصلی اللہ علی حبیبه الکریم و علی آله و اصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور - پاکستان

۱۹ ج ۱۴۱۵ھ

[147] (تذکرۃ الحفاظ، باب الطبقة السادسة من الكتاب، جلد 1 ص 223 الى 225، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419ھ 1998م)

[148] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، بَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسّنة: باب الفصل الثانی، 58/1، الحديث 165 المكتب الإسلامي – بيروت الطبعة: الثالثة، 1985)